معرفتِ الٰہی

(اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف)

بفیضِ نظـــر

تاجدارِ اہلسنت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ

تالیف

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد-اے پی)

﴾ بہ نگاہ کرم مجدد دوراں، غوث زماں، مفتی سواد اعظم، تاجدارِ اہلسنت، امام المتکلمین
حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین سلطان المشائخ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ ﴿

نام کتاب	معرفتِ الٰہی (اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف)
تصنیف	ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی
تصحیح ونظر ثانی	خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی
ناشر	شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (مکتبہ انوار المصطفٰے۔مغلپورہ حیدرآباد)
اشاعت اُول	جنوری ۲۰۰۸ تعداد : ۵۰۰۰
قیمت	Rs. 30

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ
مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ
اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا
الضَّآلِّیۡنَ ﴾ (الفاتحہ)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا' مالک ہے روزِ جزا کا۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ چلا ہم کو سیدھے راستہ پر' اُن کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا' نہ اُن کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلیٰ شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّد

مَنَّ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا   اَیَّدَہٗ بِاَیْدِہٖ اَیَّدَنَا بِاَحْمَدًا

اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا   اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد مجتبیٰ سے ہماری مدد فرمائی

اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجَّدَا   صَلُّوْا عَلَیْہِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا

اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا   اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

آیئے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ   نام ہو اولیاء کے ساتھ، حشر ہو انبیاء کے ساتھ

شغل وہ ہو کہ شغل میں کردے ہمیں خدا کے ساتھ   پڑھئے درود جھوم کر سیّد خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے   نور کی آنکھوں کے تارے

اب کسے سیّد پکارے   تم ہمارے ہم تمہارے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

ہمارے پاس گناہوں کے ماسوا کیا ہے

خدائے برتر وبالا ہمیں پتہ کیا ہے — ترے حبیب مکرم کا مرتبہ کیا ہے
جبینِ حضرت جبریل پر کف پا ہے — ہے ابتداء کا یہ عالم تو انتہا کیا ہے
خدا کی شانِ جلال وجمال کے مظہر — ہر ایک سمت ہے تو ہی تیرے سوا کیا ہے
کوئی بلال سے پوچھے خُبیب سے سمجھے — سزائے اُلفت سرکار کا مزا کیا ہے
بشر کے بھیس میں لا کالبشر کی شان رہی — یہ معجزہ جو نہیں ہے تو معجزہ کیا ہے
غمِ فراقِ نبی میں جو آنکھ سے نکلے — خدا ہی جانے ان اشکوں کا مرتبہ کیا ہے
فقط تمہاری شفاعت کا آسرا ہے حضور — ’ہمارے پاس گناہوں کے ماسوا کیا ہے‘
کھڑا اختر عاصی درِ مقدس پر — حضور آپ کی رحمت کا فیصلہ کیا ہے

(تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی)

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علیٰ سید الأنبیآء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین .... أما بعدُ

اللہ جلَّ مجد ہٗ

تیری ذات تجھ سے ہے اے خدا تیری شان جلّ جلالہٗ
نہیں تجھ سا کوئی تیرے سوا تیری شان جلّ جلالہٗ

اے اللہ! تمام تعریف تیرے لئے ہے۔ اے اللہ ! تو تمام صفات کمالیہ کا جامع اور ہر تعریف وتوصیف کا تو ہی مستحق ہے۔ اے اللہ ! تیری ذات ہر قسم کے عیوب ونقائص سے مبرّا اور منزہ ہے۔ تیرا نام اللہ ہے جو تیرے سوا کسی اور کے لئے نہیں اور یہ صرف تیرے لئے ہی ہے کیونکہ تیرے سوا اور کوئی اللہ ہوسکتا نہیں ۔۔ تیرا نام اسم اعظم ہے اور لفظ اللہ کا ایک ایک حرف کامل ہے اور تیری ذات پر دلالت کرتا ہے ۔۔ اللہ وہ ہے کہ جسے روز ازل میں ہر رُوح نے مانا کہ تو ہمارا اللہ ہے ۔۔ اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ ہر کوئی تیرا طالب ہے اور تو اس کا مطلوب ہے کوئی تجھے کسی نہ کسی رنگ میں اپنا محبوب بنائے بیٹھا ہے ۔۔ اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ ہر کوئی تیری تلاش میں صبح وشام سرگرداں ہے ۔۔ اے اللہ! تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ ہر بندے کی منزل تو ہی ہے ہم تیرے ہیں اور تو ہمارا ہے ۔۔ اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ تجھے اللہ کہنے سے دل سکون کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور ایسا سکون پاتا ہے جو تیرے سوا اور کہیں سے نہیں مل سکتا ۔۔ اے اللہ! جسے تو نے چاہا اپنی معرفت سے مالا مال کردیا۔ تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ تیرا نام لینے سے دلِ بے قرار ، قرار پاتا ہے ہر دل تیرا شیدا ہے ہر رُوح تجھ پر شیفتہ اور فریفتہ ہے۔

تیری شان اعلیٰ ہے اتنا حسین وجمیل ہے ہمارے فہم وادراک سے بلند وبالا ہے۔۔ تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ تو ہمارا معبود اور ہم تیرے بندے ہیں کیونکہ تیرے سوا اور کوئی معبود بننے کے لائق نہیں ۔ ہر چیز تیری تسبیح خواں ہے اور ہر چیز تیری بارگاہ ہی میں سجدہ ریز ہوتی ہے۔ اللہ وہ ہے جو احد اور واحد ہے اس کی ذات میں کوئی دوسرا اُس کا شریک نہیں ۔ وہ کائنات کی ہر شئے کا خالق ہے ہر شئے کا رب اور ہر شئے کا مالک ہے۔۔ اللہ وہ ہے کہ زمین وآسمان کے خزانے اسی کے قبضہ میں ہیں کیونکہ وہ ارض وسماء کا مالک ہے۔۔ اللہ وہ ہے جو ہمارے دلوں کی چُھپی ہوئی چیزوں اور سینوں میں ڈھکے ہوئے رازوں کو جانتا ہے۔ اللہ وہ ہے جو تحت الثریٰ اور فوق ثریا تک کی تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جاننے والا ہے۔۔ اللہ وہ ہے جو رات کو دن میں اور دن کو رات میں بدلتا ہے۔۔ اللہ وہ ہے جو آسمانوں سے بارش برسا کر زمین سے سبزہ اگاتا ہے۔۔ اللہ وہ ہے جو خاکی بندوں کو اپنے نوری ملائکہ سے بڑھ کر شان عطا فرما دیتا ہے۔۔ اللہ وہ ہے جو سالکوں کو راہ حق دکھاتا ہے اور طالبوں کی طلب پوری کرتا ہے۔۔ اللہ وہ ہے جو اپنی رحمت سے ہر چیز کو پال رہا ہے اور اپنے رحم سے اپنے بندوں پر فضل وکرم کی بارش کرتا ہے۔۔ اللہ وہ ہے کہ اپنے ملک میں جسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے عزت چھین لیتا ہے جسے وہ عطا فرمائے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے وہ چھینے اُسے کوئی دے نہیں سکتا۔ وہ اپنے ملک کی ہر چیز کا مالک ہونے کے ساتھ محافظ بھی ہے۔۔ اللہ وہ ہے کہ جب کسی چیز کو کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے 'کُنْ' تو پس وہ اسی وقت جس طرح چاہتا ہے ہو جاتی ہے۔

اے اللہ ! تیرے بہت اچھے نام ہیں ہم دُعاؤں میں اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کی بناء پر تیرے ناموں سے دُعا مانگتے ہیں تاکہ تیری زیادہ سے زیادہ تعریف اور حمد وثناء کرنے کی سعادت حاصل ہو سکے ...... تو بہت مہربان' ہمیشہ رحم فرمانے والا' اپنے ملک کی ہر چیز کا مالک اور بادشاہ' نہایت مقدس' سلامتی دینے والا' امان بخشنے والا'

حفاظت فرمانے والا' عزت وعظمت والا' ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا' عالیشان جلالت و کبریائی والا' پیدا کرنے والا' ہرایک کوصورت دینے والا' بڑا بخشنے والا' غصے والا' بہت دینے والا' بہت روزی پہنچانے والا' فتح ونصرت دینے والا' ہرچھپی ہوئی اور ہر ظاہر چیز کا جاننے والا' تنگی کرنے والا' کشادہ کرنے والا' پست کرنے والا' بلند کرنے والا' عزت دینے والا' ذلت دینے والا' سننے والا' دیکھنے والا' فیصلہ کرنے والا' عدل و انصاف کرنے والا' بڑا باریک بین' لطف وکرم فرمانے والا' حقیقت کی خبر رکھنے والا' بُردبار وحلم (مہلت دینے) والا' گناہ مٹانے والا' مغفرت کرنے والا' بہترین صلہ دینے والا' بلندی والا' سب سے عالی مرتبہ' حفاظت فرمانے والا' کفایت کرنے والا' جلالت و بزرگی والا' کرم کرنے والا' اعمال اور دعاؤں کا قبول کرنے والا' وسعت دینے والا' حکمت والا' دوستی کرنے والا' قبر سے اُٹھانے والا' بندے کے ہرعمل کا گواہ اور ہر وقت مشاہدہ کرنے والا' ثابت کرنے والا' کارساز ونگہبان' ساری قوتوں کا مالک' بہت مضبوط' دوست اور مددگار' تعریف کیا ہوا' احاطہ اور گھیرنے والا' پیدائش کی ابتداء کرنے والا' دوبارہ پیدا کرنے والا' زندہ کرنے والا' مارنے والا' بذات خود زندہ' قائم رکھنے والا' واجب الوجود' ساری عظمتوں والا' یکتا و یگانہ' بے نیاز' قدرت والا' صاحبِ اقتدار' آگے کرنے والا' پیچھے کرنے والا' سب سے پہلے' سب سے آخر' سب سے ظاہر' سب سے پوشیدہ' توبہ قبول کرنے والا' بدلہ لینے والا' مشقت اور مصیبتوں کا دور کرنے والا' انصاف کرنے والا' منتشر چیزوں کا جمع کرنے والا' بے برواہ اور بے نیاز' بے پرواہ کرنے والا' ساری نعمتیں عطا فرمانے والا' مصیبتوں اور تکلیفوں کو روکنے والا' نقصان کا مالک' نفع پہنچانے والا' روشنی کرنے والا' ہدایت دینے والا' بغیر نمونہ ومثال کے پیدا کرنے والا' ہمیشہ رہنے والا' سیدھی تدبیر اور راہ ہدایت پر چلانے والا' صبر والا ہے۔

حمدِ الٰہی

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ
اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ وہ تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے ہر تعریف وتوصیف کا وہی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیوب ونقائص سے مبرّا اور منزہ ہے۔ سارے کمالات کی جامع اور جملہ نقائص سے اس کی ذات منزہ اور پاک ہے فنا وحدوث سے منزہ اور پاک ہے۔ ہر خوبی وکمال جس کا ظہور اختیار اور ارادہ سے ہو‘ اس کی ستائش وثناء کو عربی میں حمد کہتے ہیں تو اس لفظ حمد نے اس حقیقت کو بے حجاب کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کا صفاتِ کمال سے متصف ہونا اضطراری اور غیر اختیاری نہیں بلکہ اُس کی اپنی مرضی اور ارادہ کی جلوہ نمائی ہے۔ کمال کہیں بھی ہو‘ جمال کسی رُوپ میں ہو‘ اُسی کی کرشمہ سازی ہے اُس کی با اختیار تدبیر کا اعجاز ہے تو ستائش وتعریف کسی کی بھی کی جائے‘ حقیقت میں اُسی ذات کی بے ہمتا کی ہے جس کی قدرت واختیار سے اس عالم رنگ وبُو کی ساری رنگینیاں اور رعنائیاں رُوپذیر ہیں۔

اللہ تعالیٰ حمید ہے۔ کوئی اس کی تعریف نہ بھی کرے تب بھی وہ سب خوبیوں والا ہے۔ حمید کا معنیٰ علامہ آلوسی نے کیا ہے **المحمود فی جمیع شئونہٖ** جو اپنی تمام شانوں میں تعریف وستائش کا مستحق ہو۔ (روح المعانی)

الحمد لله کے معنی یہ ہیں کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں یعنی دُنیا میں جہاں کہیں کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے وہ دَرحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے کیونکہ اس جہاں رنگ وبُو میں جہاں ہزاروں حسین مناظر اور لاکھوں دِل کش نظارے اور کروڑوں نفع بخش چیزیں انسان کے دامنِ دل کو ہر وقت اپنی طرف کھینچتی رہتی ہیں اور اپنی تعریف پر مجبور کرتی ہیں اگر ذرا نظر کو گہرا کیا جائے تو ان سب چیزوں کے پردے میں ایک ہی دست قدرت کارفرما

نظر آتا ہے اور دُنیا میں جہاں کہیں کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے اس کی حقیقت سے زیادہ نہیں جیسے کسی نقش ونگار یا تصویر کی یا کسی صنعت کی تعریف کی جائے کہ یہ سب تعریفیں دَرحقیقت نقاش اور مصوّر کی یا صناع کی ہوتی ہیں۔ اس جملے نے کثرتوں کے تلاطم میں پھنسے ہوئے انسان کے سامنے ایک حقیقت کا دروازہ کھول کر یہ دِکھلا دیا کہ یہ ساری کثرتیں ایک ہی وحدت سے مربوط ہیں اور ساری تعریفیں دَرحقیقت اسی ایک قادرِمطلق کی ہیں ان کو کسی دوسرے کی تعریف سمجھنا نظر اور بصیرت کی کوتاہی ہے۔ جب ساری کائنات میں لائق حمد دَرحقیقت ایک ہی ذات ہے تو عبادت کی مستحق بھی وہی ذات ہوسکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ **الحمد لله** اگرچہ حمد وثناء کے لئے لایا گیا ہے لیکن اس ضمن میں ایک معجزانہ انداز سے مخلوق پرستی کی بنیاد ختم کردی گئی اور دل نشین طریق پر توحید کی تعلیم دی گئی ہے۔

غور کیجئے کہ قرآن کے اس مختصر سے ابتدائی جملے میں ایک طرف تو حق تعالیٰ کی حمد وثناء کا بیان ہوا' اسی کے ساتھ مخلوقات کی رنگینیوں میں الجھے ہوئے دل ودماغ کو ایک حقیقت کی طرف متوجہ کرکے مخلوق پرستی کی جڑ کاٹ دی گئی اور معجزانہ انداز سے ایمان کے سب سے پہلے رکن توحید باری تعالیٰ کا نقش اس طرح جما دیا گیا کہ جو دعویٰ ہے اسی میں غور کرو تو وہی اپنی دلیل بھی ہے **فتبارك الله احسن الخالقين**۔

نعمت کسی نعمت یا صفت کی بناء پر ہوا کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں اُن کا کوئی انسان احاطہ نہیں کرسکتا جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے ﴿**وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا**﴾ (ابراہیم/۳۴) یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کرسکتے۔ انسان اگر سارے عالم کو چھوڑ کر اپنے ہی وجود پر نظر ڈال لے تو معلوم ہوگا کہ اس کا وجود خود ایک عالم اصغر ہے جس میں عالم اکبر کے سارے نمونے موجود ہیں اس کا بدن زمین کی مثال ہے اس پر اگنے والے بال نباتات کی مثال ہیں اس کی ہڈیاں پہاڑوں کی تشبیہ ہیں اس کے بدن کی رگیں جس میں خون رواں ہے زمین کے نیچے بہنے والے چشموں اور نہروں کی مثال ہیں

انسان دو جزء سے مرکب ہے ایک بدن' دوسرے رُوح۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قدر و قیمت کے اعتبار سے رُوح اصل' اعلیٰ اور افضل ہے بدن محض اُس کے تابع اور ادنیٰ درجہ رکھتا ہے۔ اس ادنیٰ جزء کے متعلق بدن انسان کی تحقیق کرنے والے اطباء اور اہل تشریح نے بتلایا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے تقریباً پانچ ہزار مصالح اور منافع رکھے ہیں اس کے بدن میں تین سو سے زیادہ جوڑیں ہیں۔ ہر ایک جوڑ کو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کاملہ نے ایسا مستحکم بنایا ہے کہ ہر وقت کی حرکت کے باوجود نہ وہ گھستا ہے نہ اس کی مرمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ عام طور پر انسان کی اوسط عمر ساٹھ یا ستر سال ہوتی ہے پوری عمر اس کے یہ نرم و نازک اعضاء اور ان کے سب جوڑ اکثر اوقات اسی طرح حرکت میں رہتے ہیں کہ فولاد بھی ہوتا تو گھس جاتا' مگر حق تعالیٰ نے فرمایا ﴿نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ﴾ (الدہر/ ۲۸) یعنی ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا' اور ہم نے ہی اس کے جوڑ بند مضبوط کئے۔ اسی قدرتی مضبوطی کا نتیجہ ہے کہ عام عادت کے مطابق یہ نرم و نازک جوڑ ستر برس اور اس سے بھی زیادہ عرصہ تک کام دیتے ہیں۔ انسانی اعضاء میں سے صرف ایک آنکھ ہی کو لے لیجئے۔ اس میں جو اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے مظاہر موجود ہیں انسان کو عمر بھر خرچ کر کے بھی ان کا پورا ادراک آسان نہیں۔ پھر اس آنکھ کے صرف ایک مرتبہ کے عمل کو دیکھ کر یہ حساب لگائیے کہ اس ایک منٹ کے عمل میں حق تعالیٰ کی کتنی نعمتیں کام کر رہی ہیں' تو حیرت ہوتی ہے کیونکہ آنکھ اُٹھی اور اس نے کسی چیز کو دیکھا' اس میں جس طرح آنکھ کی اندرونی طاقتوں نے عمل کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بیرونی مخلوقات کا اس میں بڑا حصہ ہے اگر آفتاب کی روشنی نہ ہو تو آنکھ کے اندر کی روشنی کام نہیں دے سکتی' پھر آفتاب کے لئے بھی ایک فضاء کی ضرورت ہوتی ہے انسان کے دیکھنے اور آنکھ کو کام میں لانے کے لئے غذا' ہوا وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ نظر اُٹھ کر جو کچھ دیکھتی ہے اس میں پورے عالم کی طاقتیں کام کرتی ہیں یہ ایک مرتبہ کا عمل ہوا' پھر آنکھ دن میں کتنی مرتبہ دیکھتی اور سال میں کتنی مرتبہ' عمر میں کتنی مرتبہ۔ یہ ایسا سلسلہ ہے جس کے اعداد و شمار انسانی طاقت سے خارج ہیں۔

اسی طرح کان، زبان، پاؤں کے جتنے کام ہیں اُن سب میں پورے عالم کی قوتیں شامل ہو کر کام پورا ہوتا ہے۔ یہ تو وہ نعمت ہے جو ہر زندہ انسان کو میسر ہے اس میں شاہ و گدا، امیر وغریب کا کوئی امتیاز نہیں، اور اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نعمتیں سب ایسی ہی وقف عام ہیں کہ ہر فردِ انسانی اُن سے نفع اُٹھاتا ہے۔ آسمان، زمین ان دونوں میں اور اُن کے درمیان پیدا ہونے والی تمام کائنات، چاند، سورج، سیارے، ہوا، فضاء کا نفع ہر جاندار کو پہونچ رہا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی نعمائے خاصہ جو انسان کے افراد میں بتقاضائے حکمت کم وبیش کر کے عطا ہوتی ہیں۔ مال اور دولت، عزت اور جاہ، راحت اور آرام سب اسی قسم میں داخل ہیں اور اگر چہ یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ نعمائے عامہ جو تمام انسانوں میں مساوی طور پر مشترک ہیں جیسے آسمان، زمین اور ان کی تمام مخلوقات یہ نعمتیں بہ نسبت نعمائے خاصہ مال دولت وغیرہ کے زیادہ اہم اور اشرف ہیں مگر بھولا بھالا انسان تمام افرادِ انسان میں عام ہونے کی بناء پر کبھی ان عظیم الشان نعمتوں کی طرف التفات بھی نہیں کرتا ہے کہ یہ کوئی نعمت ہے صرف گردوپیش کی معمولی چیزیں کھانے پینے رہنے سہنے کی خصوصی چیزوں ہی پر اس کی نظر رُک جاتی ہے۔ بہرحال یہ ایک سرسری نمونہ ہے ان نعمتوں کا جو ہر انسان پر ہر وقت مبذول ہیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا ہی چاہئے کہ انسان اپنی مقدور بھر ان احسانات وانعامات کرنے والے کی حمد وثناء کرے اور کرتا رہے، اسی کے تقاضائے فطرت کی تلقین کے لئے قرآن کی سب سے پہلی صورت کا سب سے پہلا کلمہ **الحمد** لایا گیا ہے اور اللہ کی حمد وثناء کو عبادت میں بڑا درجہ دیا گیا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائیں اور وہ اس پر **الحمد لله** کہے تو ایسا ہو گیا کہ گویا جو کچھ اس نے لیا ہے اس سے افضل چیز دے دی۔ (قرطبی، ابن ماجہ)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر ساری دُنیا کی نعمتیں کسی ایک شخص کو حاصل ہو جائیں اور وہ اس پر **الحمد لله** کہہ لے تو یہ **الحمد لله** ان ساری دنیا کی نعمتوں سے افضل ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

قرطبی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ **الحمد لله** زبان سے کہنا بھی اللہ ہی کی ایک نعمت ہے اور یہ نعمت ساری دُنیا کی نعمتوں سے افضل ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ **الحمد الله** سے میزانِ عمل کا آدھا پلہ بھر جاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی چیز عطا فرمائے تو اول اس کے دینے والے کو پہچانو' پھر جو کچھ اس نے دیا ہے اس پر راضی ہو جاؤ۔ پھر جب تک تمہارے جسم میں اس کے عطا کی ہوئی قوت وطاقت موجود ہے اس کی نافرمانی کے قریب نہ جاؤ۔ (قرطبی)

حضور اکرم ﷺ کے متعدد اسماء 'حمد' سے مشتق ہیں

حضور نبی مکرم ﷺ کے اسماء مبارکہ میں مادہ 'حمد' خصوصی اہمیت رکھتا ہے اس مادے سے حضور ﷺ کے کم از کم چار نام مشتق ہیں۔ محمدؐ احمدؐ حامد اور محمود۔ ان میں سے اسمائے مبارکہ محمدؐ احمد اور محمود تعریف کئے گئے کا مفہوم رکھتے ہیں۔ محمد اسم مفعول اور احمد اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور دونوں میں حمد کے معنٰی کی وسعت اور کثرت کی طرف اشارہ ہے۔ حضور ﷺ کے یہ تینوں اسمائے مبارکہ آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف کی کثرت کے مظہر ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی تعریف صرف مخلوق یعنی کائنات جن وانس اور ملائکہ مقربین ہی نہیں کرتے بلکہ خود اللہ تعالیٰ بھی ہمہ وقت آپ کی تعریف فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا ہے ﴿**اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا**﴾ (الاحزاب/٥٦) بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو ! تم بھی آپ ﷺ پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔ یہی وجہ ہے کہ سارا قرآن ہی آپ کی حمد اور بے پایاں تعریف وتوصیف سے معمور ہے۔

☆ محمد کا مفہوم وہ ذات جس کی بصورت استمرار ہر لمحہ ہر گھڑی نو بنو تعریف وثنا کی جاتی ہو۔

☆ محمد اس کو کہتے ہیں جس کی بار بار تعریف کی جائے۔

☆ محمد وہ ذات جس کی کثرت کے ساتھ اور بار بار تعریف کی جائے۔

☆ محمد (ﷺ) وہ ہستی ہے جو تمام محاسن و کمالات اور محامد و تعریفات سے معمور ہے۔

☆ محمد وہ جس کی تعریف کے بعد تعریف اور توصیف پر توصیف ہوتی رہے جس کی تعریف کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔

احمد کا معنی ہے **احمد الحامدین لربه** : تمام حمد کرنے والوں سے بڑھ کر اپنے رب کی حمد کرنے والا۔ اپنے رب کی حمد کی کثرت کی برکت سے ہی آپ محمد بھی بنے۔ **فالمحمد هو الذی حمد مرة بعد مرة** یعنی جس کی بار بار حمد کی جا رہی ہو وہ محمد ہے۔ نہ اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے میں آپ کا کوئی مثیل ہے، کوئی فرشتہ، کوئی رسول، کوئی نبی اپنے خداوند کی حمد سرائی اور ثنا گستری میں اس مقام پر نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے جس مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ پیارا حبیب فائز ہے۔ اسی طرح مخلوق میں سے جتنی حمد اور جتنی ستائش اس عبدِ محبوب کی ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی، کسی اور کو نصیب نہیں۔ جن و انس اس کے ثنا خوان ہیں، حُور و ملک اس کی توصیف میں رطب اللسان ہیں اور خود خدا بھی اس کی مدح فرما رہا ہے۔ صرف اس فانی دُنیا ہی میں نہیں بلکہ عالمِ آخرت میں بھی حضور ﷺ کی شان نرالی ہوگی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس شانِ محمدیت کی تابانیوں کا صحیح اندازہ اس وقت ہوگا جب دستِ مبارک میں لوائے حمد تھامے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ حبیب مقامِ محمود پر جلوہ فرما ہوگا۔

حضور ﷺ کی تعریف و ستائش

درحقیقت رب تعالیٰ کی تعریف و ستائش ہے

اللہ تعالیٰ تمام تعریفوں کا مستحق ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (الفاتحہ/۱)
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اوصاف و صفات کا آئینہ دار اپنی مخلوق کو بنایا ہے اور اپنی صفات کی جھلک اپنی مخلوق میں پیدا کر دی ہے۔ قوتِ حیات سے تمام کائنات میں زندگی کی شمع روشن کی، اپنی صفت

کلام کا عکس ڈال کر بندوں کو نطق وگویائی کی دولت سے مالا مال کیا۔ لوگوں کو قوت اور رشہ زوری کی دولت دی۔ ماں کو اپنی صفت رحمت سے مامتا کی محبت اور پیار عنایت کیا۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے کائنات کو اس طرح وجود عطا فرمادیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا پرتو بن گئی ہے۔

اگر شاگرد کا کمال دیکھ کر اُس کی تعریف کی جائے تو یہ شاگرد کی نہیں بلکہ اُستاد کی تعریف ہوتی ہے۔ اولاد کی ظاہری ومعنوی صحت کی تحسین' خود والدین کی پرورش وستائش کے قائم مقام خیال کی جاتی ہے ۔کسی اچھی عمارت کی پذیرائی' اس کے صانع اور معمار ونقشہ ساز کی پذیرائی سمجھی جاتی ہے۔ اسی لئے کائنات کے جس حصے اور جس ذرّے کی بھی تعریف کی جائے' یہ تعریف اُس کے صانع وخالق یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے کیونکہ رب العزت نے اپنی تمام صفات کو کائنات میں منتشر کر دیا ہے اسی لئے ارشاد فرمایا :

﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيَاتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ﴾

(حٰم سجدہ/۵۳) ہم عنقریب ان کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں اُن کے گردونواح (اطراف) میں بھی دکھادیں گے اور خود اُن کی ذات میں بھی' یہاں تک کہ ظاہر ہوجائے گا کہ وہ حق ہے۔

پھر جب کائنات اللہ تعالیٰ کے حسن کے جلوؤں سے منور ہوگئی تو اُس نے چاہا کہ کوئی وجود ان منتشر جلوؤں کا مرقع بنادیا جائے جسے دیکھنے سے کائنات کے تمام حسن وجمال کا اندازہ کیا جاسکے ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ (التین/۴) ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔

اس طرح عالم انسانیت منصبِ شہود پر جلوہ گر ہوگیا۔ پھر جب عالم انسانیت کے تمام اپنے منتہائے کمال کو پہنچے تو منصب ولایت معرض وجود میں آ گیا اور عالم ولایت کے جملہ کمالات سمٹ کر درجہ نبوت میں جمع ہوگئے اور پھر جب اول تا آخر کائنات کی نبوت ورسالت کے جلوؤں اور رفعتوں کو مجتمع کیا تو وجود مصطفوی ﷺ کائنات میں ظہور پذیر ہوگیا۔ اس لئے اب یہ وجود پاک تمام کائنات کے جملہ محاسن وکمالات' ارض وسماء کے حسن وجمال کا مجموعہ اور خلاصہ ہے۔ اب جسے اللہ تعالیٰ کی تمام صناعی (کاریگری) اور خلاقی کو مجتمع

دیکھنا ہو' وہ وجودِ مصطفوی ﷺ کو دیکھ لے۔ اس ایک وجود میں تمام کائنات اور جملہ مخلوق کی منتشر قوتیں اور قدرتیں نظر آ جائیں گے۔ حضور ﷺ کا وجود آئینہ صفات رب العزت بن گیا ہے لہذا اب اگر کوئی شخص اس وجود پاک کی تعریف کرتا ہے اس نفس کاملہ کے محاسن وکمالات بیان کرتا ہے اور حضور ﷺ کی مدح وستائش میں رطب اللسان ہوتا ہے تو وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف کرتا ہے اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس دُعا کے اول وآخر میں درود شریف یعنی مجھ پر صلوٰۃ وسلام نہ پڑھا جائے وہ دُعا بارگاہ رب العزت تک رسائی حاصل نہیں کرتی۔ لہذا اگر حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف کی جاتی ہے تو یہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ کی عین تفسیر ہے نہ کہ اس کے متضاد اور مخالف۔

حضور ﷺ' رب تعالیٰ کی شان بھی ہیں' اس کی رحمت بھی۔ اس وجہ سے ارشاد ہوا کہ اے میرے بندو اگر تم مجھے جاننا پہچاننا چاہتے ہو تو اس طرح پہچانو کہ اللہ تعالیٰ وہ قدرت والا' رحمت والا' کرم فرمانے والا ہے کہ اُس نے اپنے رسول' رسولوں کے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ بلاتشبیہ یوں سمجھو کہ ایک اعلیٰ درجہ کا آرکیٹیکٹ کہتا ہے کہ میں وہ ہوں جس نے فلاں عمارت بنائی ہے یا قابل استاد کہتا ہے کہ میں وہ ہوں جس نے فلاں شاگرد کو قابل بنایا۔ اگر میری قابلیت علمی دیکھنا ہے تو میرے فلاں شاگرد کو دیکھو کہ میرے علم وہنر کا نمونہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی وہ مصنوع ہیں کہ دست قدرت کو بھی اُن پر ناز ہے کہ اگر میری قدرت' میری مہربانی' میری شان رحیمیت' میرا تقدس' میری حاکمیت وبادشاہت' میری شانِ سلامتی وامان' میری نگہبانی وحفاظت' میری عزت وعظمت' میری معافی' میرا جود وسخا' میری صداقت' میری طاقت وقدرت' میری دوستی ومحبت' میری شانِ بے نیازی' میرا اقتدار وانصاف' میری جلالت' میری رشد وہدایت' میرا صبر' میرا علم' میرا احسان' میری رفعت وبلندی' میری قوت سماعت وبصارت' میرا انصاف' میری بردباری وبزرگی' میرا اکرم' میری بخشش وعطا کی فراخی ووسعت' میری حکمت'

میری نورانیت' میری حمد ...... غرضکہ میری تمام صفات کا نظارہ کرنا ہے تو میرے محبوب ﷺ کو دیکھ لو۔ لہذا حضور نبی مکرم ﷺ' اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہر اعلیٰ اور معرفت الٰہی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ یا یوں سمجھو کہ آفتاب کو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی' لیکن اگر رنگین شیشہ میں سورج کا عکس لیا جائے اور اس شیشہ میں نظر کی جائے تو جمالِ آفتاب نظر آتا ہے۔ یہ ذات پاک بھی قدرت الٰہی دیکھنے کا گہرے رنگ والا شیشہ ہے۔ اس کو دیکھا' تو رب تعالیٰ کی صفات کو دیکھا۔ اگر کوئی رب تعالیٰ کی ذات وصفات کو زمین وآسمان کے ذریعہ جانے وہ مُوَحِدْ ہے مگر مومن نہیں۔ اگر رب تعالیٰ کو پہچاننا ہو تو یوں پہچانو کہ رب وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا۔ لہذا حضور ﷺ' اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہر ہیں اور معرفت الٰہی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ حضور ﷺ' اللہ تعالیٰ کا نور ہیں کسی کے بجھائے بجھ نہیں سکتا۔

یہ نُورِ نبی نُورِ خدا ہے واللہ جو دیکھتا ہے کہتا ہے واللہ واللہ

دُنیا کی ہر چیز قدرت الٰہی کی نشانی ہے **ففی کل شئی له اية تدل على انه واحد** یعنی ہر چیز خدا کی وحدانیت کا پتہ دے رہی ہے مگر دُنیا کی ہر چیز خدا کی ایک صفت کی نشانی ہے۔ سورج' خدا کے نور کا پتہ دیتا ہے۔ پانی وہوا' خدائے پاک کی سخاوت کا خطبہ پڑھ رہے ہیں مگر حضور رحمۃ للعالمین ﷺ' رب تعالیٰ کی ذات اور ساری صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں۔ اگر رب کا علم دیکھنا ہے تو علم مصطفٰے دیکھو۔ اگر رب کی سخاوت دیکھنا ہو تو سخاوت محبوب کا مطالعہ کرو۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

اگر قدرت الٰہی کا نظارہ کرنا ہے تو محبوب کبریاء کی قدرت کو دیکھو کہ اشارے سے ڈوبا ہوا سورج واپس کرلیا' چاند کے دو ٹکڑے کر ڈالا' کنکریوں سے کلمہ پڑھوایا' درختوں کو اشارے سے بلایا' ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمایا۔ اگر نور الٰہی دیکھنا ہو تو جمال مصطفٰی دیکھو۔

اللہ کی سَر تابقدم شان ہیں یہ ان سا نہیں انسان' وہ انسان ہے یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

حمدِ الٰہی اور آیات قرآنی

ان آیات میں کلمہ تحمید یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا' اُس کی حمد بیان کرنا اور اسی میں **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہنا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کے پاک کلام کا شروع ہی ﴿**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**﴾ سے ہے اس سے بڑھ کر پاک کلمہ کی اور کیا فضیلت ہوگی کہ اللہ جل جلالہٗ نے قرآن پاک کا شروع اس سے فرمایا ہے۔

﴿**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**﴾ (الفاتحہ) سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

سورۂ فاتحہ کا آغاز **الحمد** سے کیا۔ اس سے اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ سالک جب راہ طلب میں قدم رکھے تو پہلے اپنے رب کی حمد کرے جس نے اس راہ پر گامزن ہونے کی اُسے توفیق بخشی' جس نے منزل مقصود کی لگن اس کے دل میں پیدا کی' کیونکہ

میری طلب بھی انھیں کے کرم کا صدقہ ہے — قدم یہ اُٹھتے نہیں ہیں اُٹھائے جاتے ہیں

الحمد کے معنٰی میں دو احتمال ہیں ایک عمومی' دوسرے خصوصی۔

عمومی معنٰی یہ ہوں گے کہ ہر حمد ہر زمانے میں ہر حالت میں ہر حمد کرنے والے سے خاص ہے۔ کوئی بھی تعریف کرے' کسی حالت میں کرے' سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کی ہوئی۔ وہ اس طرح کہ اگر رب تعالیٰ کی تعریف کرو تو ظاہر ہے کہ وہ تعریف بلاواسطہ رب کی تعریف ہے اور اگر اس کی کسی مخلوق کی تعریف کرو' کسی نبی' ولی' چاند' سورج' آسمان' زمین' کھیت' پھول' پھل' موتی ...... وغیرہ جس کی بھی تعریف کی جائے بالواسطہ رب تعالیٰ کی ہی تعریف ہے کیونکہ چیز کی تعریف حقیقت میں بنانے والے کی تعریف ہوتی ہے۔ مکان کی تعریف حقیقت میں اس کاریگر کی تعریف ہے جس نے وہ مکان بنایا۔ خط کی تعریف میں اس کے لکھنے والے کی تعریف ہے جس نے اُسے لکھا۔ اسی طرح دُنیا کی ہر چیز کی تعریف حقیقت

میں اُس کے بنانے والے کی تعریف ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ کی نعت حقیقت میں رب تعالیٰ کی تعریف ہے پھر زبان سے تعریف کرو تو اللہ کی تعریف' ہاتھ پیر سے اپنی عاجزی کا اظہار کرو مثلاً نماز پڑھو' روزہ رکھو تو رب کی تعریف' اس کی اطاعت میں مال خرچ کرو مثلاً زکوٰۃ' صدقہ' فطرہ' قربانی ادا کرو تو یہ رب کی تعریف ہے۔ خانہ کعبہ کا طواف' حضور پاک کی عظمت' ماہ رمضان کا ادب اور احترام' اولیاء اللہ کے تبرکات اور اُن کی قبور کی تعظیم ...... حقیقت میں رب کی عملی تعریف ہے قرآن پاک فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ (الحج/۴۲) جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں (آثار مبارک) کی تعظیم کرے وہ دِلوں کا تقویٰ ہے۔ جو شخص رب کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو وہ شخص متقی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے پر اس کا شکر کرنا اور تکالیف آنے پر صبر کرنا یہ بھی رب تعالیٰ کی تعریف ہے۔ بندے کو چاہئے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے۔ نعمت میں اس لئے حمد کرے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا شکر یہ ہے اور تکلیف میں اس لئے حمد کرے کہ جو تکلیف ہم پر آئی ہے وہ کسی گناہ کی وجہ سے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اس گناہ کا کفارہ بن جائے گی جب گناہ مٹ جائے گا تکلیف اپنے آپ جاتی رہے گی۔ یہ ہوئی ہر حالت میں حمد۔ اسی طرح ہر نعمت کا شکریہ اور اس کی حمد علحدہ علحدہ ہے۔ تندرستی کی حمد یہ ہے کہ اس میں رب تعالیٰ کی عبادت' اذکار' نماز' روزہ' بیماروں کی تیمارداری و خدمت اور محتاجوں کی خدمت و مدد اور بے دست و پا کی خدمت کرے۔

مال کا شکر اور حمد یہ ہے کہ اس سے غریبوں کی امداد کرے۔ اسی طرح ہر عضو کی حمد اور شکر الگ الگ ہے آنکھ کا شکر اور حمد یہ ہے کہ کعبہ معظّمہ کو' قرآن پاک کو' فرطِ مسرت سے ماں باپ کو' علماء دین کے چہروں کو دیکھے۔ کان کی حمد اور شکر یہ ہے کہ اس سے قرآن پاک کی تلاوت' نعت شریف' علمی مضامین' علماء دین کا وعظ سنے' ہاتھ پاؤں کی حمد اور شکر یہ ہے کہ اُن سے مرضی الٰہی کے کام لے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

ہر چیز خدا کی تعریف کرتی ہے اور کرتی رہے گی :

﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ﴾ (بنی اسرائیل/۴۴)
اور اس کائنات میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں مگر وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور اس کی حمد کرتے ہوئے۔ لیکن تم اُن کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔

یہ ہوا اس حمد کے زمانے کا عموم۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ٬ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ

حمد کا دوسرا احتمال خصوصی ہوگا۔ حمد کے معنٰی یہ ہوں گے کہ وہ خاص حمد' اللہ تعالیٰ کی ہے یعنی رب تعالیٰ ہر حمد قبول نہیں فرماتا بلکہ کوئی خاص حمد اس کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔ اب وہ خاص حمد کون سی ہے۔ خاص حمد وہ ہے جو اُس کے محبوب ﷺ نے اپنے رب کی' کی ہے یا اُن کے بتانے سے کوئی اور کرے' اس لئے آپ کا اسم شریف ہے 'احمد' یعنی رب کی بہت حمد کرنے والے۔ اور رب کا نام ہے 'محمود' یعنی اپنے پیارے محبوب کا حمد کیا ہوا۔ حدیث شفاعت میں وارد ہے کہ رب تعالیٰ قیامت کے دن ہم کو اپنی خاص حمدیں الہام فرمائے گا ہم سجدے میں ان سے رب کی حمد کرکے اپنی اُمت کی شفاعت کریں گے۔ حقیقت بھی یہ ہے آج' ہندو' عیسائی' یہودی' سکھ' آریئے وغیرہ تمام کفار ومشرکین اپنے اپنے خیال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں مگر ان میں سے کسی کی حمد قبول نہیں۔ حمد مسلمانوں ہی کی قبول ہے۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ مسلمان' محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی حمد کرتے ہیں اور وہ لوگ ان سے علحدہ ہوکر' یا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حمد اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے جو اس کے محبوب ﷺ کی نعت کے ساتھ ہو۔ جو حمد الٰہی' نعت مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہو' مردود ہے۔ شیطان کی ساری عبادتیں بے کار ہوگئیں۔ تمام کفار کی ساری حمدیں غیر مقبول۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس میں نعت کی چاشنی نہیں۔ اسی لئے کلمہ' نماز' خطبہ' اذان......غرض کہ مسلمانوں کو کوئی عبادت حضور ﷺ کی نعت سے خالی نہیں۔

حمدِ الٰہی روحانی غذا ہے اور نعت مصطفیٰ ﷺ اس کا نمک ہے بغیر نمک ساری غذا بیکار۔

بغیر نعت مصطفیٰ ﷺ ساری حمد غیر مقبول ہے یعنی واقعہ میں تو سب حمد یں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں لیکن مقبول حمد وہی ہے جو حضور نبی مکرم ﷺ کی بتائی ہوئی ہو۔

تیسرے معنٰی اس کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ خاص حمد اللہ کی ہے یعنی ساری مخلوق میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمد وثناء کرے مگر جیسی چاہے ویسی نہیں کرسکتی۔

محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل حمد وہی ہے جو رب نے کی۔ اسی لئے رب کا نام ہے 'حامد' اور حضور ﷺ کا نام ہے 'محمد' یعنی رب تعالیٰ تعریف فرمانے والا۔کس کی ؟ اپنے محبوب ﷺ کی۔ اور محمد (ﷺ) تعریف کئے ہوئے۔ کس کے؟ اپنے رب کے۔ خیال رہے کہ ساری عبادات سنت رسول اللہ ہیں مگر نعت مصطفوی سنت الٰہیہ ہے۔ نیز ساری عبادتیں نبوت کے تیرہویں سال سے آنا شروع ہوئیں۔سب سے پہلے نماز آئی جو معراج میں ملی۔مگر حضور ﷺ کی نعت شریف اول ہی سے آئی۔ نیز ہماری موت کے بعد تمام عبادات ختم ہوجائیں گی مگر نعت مصطفیٰ ﷺ قبر وحشر ہر جگہ خصوصاً مقام محمود پر ہوگی۔

مسائل فقہیۃ : جمعہ کے خطبہ میں حمد پڑھنا واجب ہے اور خطبہ نکاح اور دُعا اور ہر جائز کام کے اول اور آخر میں اور ہر کھانے پینے کے بعد حمد کرنا مستحب ہے
چھینک آنے کے بعد حمد کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی چھینک آئی' آپ نے فرمایا **الحمد لله رب العٰلمین** اسی لئے ہم کو بھی حکم ہے کہ چھینک کر یہ پڑھیں اور سننے والا یہ جواب دے **یرحمکم الله** پھر چھینکنے والا جواب دے **یهدیکم الله ویصلح بالکم**۔ معلوم ہوا کہ یہ پہلا کلمہ ہے جو حضرت انسان کے منہ سے نکلا۔ رب تعالیٰ نے بھی اپنے کلام کو اسی سے شروع فرمایا۔

الحمد لله میں آٹھ حروف ہیں اور جنت کے دروازے بھی آٹھ ہیں۔تو جو شخص صفائی قلب سے اسے پڑھے گا وہ ان شآء اللہ جنت کے آٹھوں دروازوں کا مستحق ہوگا۔ اس میں اشارہ اس طرف کہ قرآن پاک شروع کرتے ہی پڑھنے والا جنت کا مستحق ہو چکا۔

اب آگے جس قدر پڑھے گا رب تعالیٰ کے فضل وکرم میں زیادتی ہوگی۔ عبادت کی جان اللہ کی تعریف ہے اسی لئے قرآن کریم نے پہلے بیان کیا۔ مسلمانوں کو سبق ہے کہ اپنا ہر کام اللہ تعالیٰ کی حمد سے شروع کریں کیونکہ رب کی کتاب بھی اسی سے شروع ہوتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز (یعنی سورۂ فاتحہ) میرے اور میرے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے نصف میرے لئے ہے اور نصف میرے بندے کے لئے۔ اور جو کچھ میرا بندہ مانگتا ہے وہ اس کو دیا جائے گا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب کہتا ہے ﴿**الحمد لله رب العٰلمين**﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد کی ہے اور جب وہ کہتا ہے ﴿**الرحمٰن الرحيم**﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف وثناء بیان کی ہے اور جب بندہ کہتا ہے ﴿**مالك يوم الدين**﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بندگی بیان کی ہے اور جب بندہ کہتا ہے ﴿**اياك نعبد واياك نستعين**﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ آیت میرے اور بندے کے درمیان مشترک ہے کیونکہ اس میں ایک پہلو حق تعالیٰ کی حمد وثناء کا ہے اور دوسرا پہلو بندے کے دُعا اور درخواست کا' اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا کہ 'میرے بندے کو وہ چیز ملے گی جو اس نے مانگی' پھر جب بندہ کہتا ہے ﴿**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ**﴾ تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ 'یہ سب میرے بندے کے لئے ہے' اور اس کو وہ چیز ملے گی جو اس نے مانگی۔ (تفسیر مظہری)

﴿**وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ**﴾ (البقرۃ/۳۰)

(فرشتوں کا مقولہ انسان کی پیدائش کے وقت) اور ہم بحمد اللہ تیری تسبیح کرتے ہیں اور (تقدیس) تیری پاکی کا دل سے اقرار کرتے رہتے ہیں۔

حمدِ باری تعالیٰ اورنزولِ قرآن

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا﴾ (الکہف/۱)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے نازل فرمائی اپنے (محبوب) بندے پر یہ کتاب اورنہیں پیدا ہونے دی اس میں ذرا کجی (اورمعاش ومعاد کو) درست کرنیوالی ہے۔

سورۂ کہف کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے کیا گیا۔ ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بیان فرمادی کہ اللہ تعالیٰ وہ کریم اور رحیم ہے جس نے دُنیائے انسانیت کو رشد وہدایت کا ایسا صحیفہ عنایت فرمایا جوخود بھی ہرقسم کی کجی اور خامی سے پاک ہے اوراس کے ساتھ انسانی زندگی کے کسی شعبہ میں سیاسی، معاشی، قانونی اور اخلاقی جہاں کوئی کجی یا خامی افراط وتفریط پائی جاسکتی ہے وہ اس کی اصلاح اور درستی کی پوری صلاحیت رکھتا ہے مزید کرم یہ فرمایا کہ ایسی کتاب لانے کے لئے کوئی عام انسان مقرر نہیں کیا جس کی صورت وسیرت میں کوئی کشش نہ ہو، جس کے قول وفعل میں کوئی جاذبیت نہ ہو، جو خاموشی سے آئے کتاب پہنچائے اور چپکے سے چلا جائے بلکہ ایک ایسے بندے کو دعوتِ حق کا پیغامبر بنا کر بھیجا جو اس کا محبوب ترین بندہ ہے جس کی آمد سے کفر وفسق کی تاریک اورطویل رات ختم ہوئی اورحق وصداقت کی صبح طلوع ہوئی۔ لات وہبل کی جھوٹی خدائی کا تختہ اُلٹ دیا گیا۔ خفتہ بخت انسان خوابِ غفلت سے جاگ اُٹھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر ایسے رحیم وکریم خدا کی حمد وثناء نہ کی جائے تو اورکوئی ہے جو اس کا مستحق ہو؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ

ہرخوبی وکمال جس کا ظہور اختیار اورارادہ سے ہو اس کی ستائش وثناء کو عربی میں حمد کہتے ہیں۔ اس آیت میں اس کی صفت جود وکرم کا بیان ہے۔ سب تعریفیں اُسی ذاتِ بے ہمتا کو زیبا ہیں جس نے اپنے محبوب بندے پر یہ کتاب نازل فرما کر انسانیت کی شبِ دیجور کو صبحِ نور سے آشنا کیا ہے۔ عبدہٗ سے مراد صاحبِ قرآن اورالکتاب سے مُراد

قرآن کریم ہے۔ عبدہٗ میں کوئی التباس نہیں۔ کیونکہ مقامِ عبدیت کاملہ پر صرف یہی ذات بابرکات فائز ہے اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی چیز کسی صفت میں اوجِ کمال پر پہنچتی ہے تو جب اس صفت کو مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس سے مُراد وہی موصوف ہوگا۔ جس کسی کو عبدیت کا جتنا کچھ عرفان نصیب ہوا' اسی کے طفیل ہوا۔

تمام انبیاء حضور ﷺ کے بحرِ کرم سے چلّو بھر رہے ہیں اور حضور ﷺ کے ابرِ رحمت سے ہونٹ تر کر رہے ہیں۔ یہی وہ ذات اقدس ہے جس کا ظاہر و باطن مکمل ہے۔ پھر کائنات کے خالق نے اس سراپا حُسن و خوبی کو اپنا حبیب منتخب فرمایا ہے۔

اسی طرح جب الکتاب کہا جائے گا تو فوراً ذہن اس صحیفہ کاملہ اور نسخہ کیمیا کی طرف منتقل ہوگا جو قرآن کے نام سے ہمارے پاس موجود ہے۔ جس طرح صاحبِ کتاب اپنی شانِ عبدیت اور مقامِ بندگی میں بے نظیر ہے اسی طرح یہ کتاب بھی بے عدیل ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

تمام تعریفیں' حمد ہوں یا ثنا' تسبیح ہو یا تقدیس' ابدی' ازلی' قدیمی' حدثی' استمراری' استقراری' باقی' عارضی۔۔ سب اسی اللہ جل شانہ کے لئے ہیں جس نے عظیم کرم رحمت شفقت انعام اعلام احسان فرماتے ہوئے اس معراج پر چڑھنے والے عبدہ اپنے ایسے عظیم بندے پر نیچے اتار کر نازل فرمائی ایک قدیمی کتاب۔ وہ بندہ جس کی شان عرش فرش لامکان پر عبدہ ہے وہ عبد جس کی عبدیت اوج کمال پر ہے جس کی عبدیت کے لئے کسی جہت سمت مکان وزمان وقت وساعات مسجد و مدرسہ خانقاہ مزارات کی قید نہیں' جس کی عبدیت نے ساری زمین کو مسجد اور ساری شریعت کو عالمگیر مصلیٰ بنا دیا۔ ایسے بندے پر وہ عظیم کلام نازل فرمایا جو ازل قدیم سے کتاب ملکوتی و قانون جبروتی ہے۔ (تفسیرِ نعیمی)

﴿وَهُوَاللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (القصص/۷۰) اور وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں' دُنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

دُنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی کا نام ہے اور اسی کا حکم دُنیا میں چل رہا ہے اور پھر مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اس لئے وہی بندگی کے لائق ہے اور اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ مقصد یہ ہوا کہ موت کے بعد جب ہر طرح سے خدا ہی کی طرف رجوع کرنا ہے تو پھر اس دُنیا میں بھی اسی کی تعریف وتوصیف بیان کرو اور اسی کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرو۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ﴾ (الانعام/۱) تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا فرمایا اور اندھیروں کو اور نور کو بنایا پھر بھی کافر لوگ (دوسروں کو) اپنے رب کے برابر کرتے ہیں۔

ہر طرف گمراہی کا بھیانک اندھیرا چھایا ہوا تھا انسان کا رشتہ اپنے خالق و پروردگار سے بالکل کٹ چکا تھا کوئی سورج کا پُجاری' کوئی ستاروں کا پرستار' کوئی پہاڑوں کی بلند چوٹیوں' بڑے بڑے دریاؤں اور اُونچے اُونچے درختوں کا عبادت گذار تھا۔ ہندوستان میں چھتیس کڑوڑ خداؤں کی خدائی کا ڈنکا بج رہا تھا۔ ایران کے لالہ زاروں میں آتش کدے روشن تھے۔ رستم وسہراب کی سرزمین کے بہادر اور نڈر فرزند آگ کے شعلوں کی جناب میں سجدہ ریز تھے۔ مسیحی دُنیا میں ایک خدائے برتر ودانا کی جگہ باپ' بیٹا اور رُوح القدس تین خداؤں کی پرستش ہورہی تھی۔ اور جزیرہ نمائے عرب کی تو حالت ہی نہ پوچھئے۔ راہ چلتے کوئی پتھر پسند آ گیا' اس کی تراش خراش کی اور اسے اپنی محرابِ عبادت کی زینت بنادیا۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کے رسول نے اعلان کیا کہ آسمان (عالمِ علوی) اور زمین (عالمِ سفلی) اندھیرا اور نور یہ سب مخلوق ہیں اور اپنے وجود، اپنی حیات، اپنی نشو ونما اور اپنی بقاء میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ اے اشرفِ انسانیت کے پاسبانو ! اے بحرِ علم ودانش کے غوّاصو ! تم خود ہی بتاؤ کیا تمھیں یہ زیب دیتا ہے کہ اپنے خالق سے منہ موڑ کر مخلوق کے بندے بن جاؤ۔ غنی اور صمد کی جگہ محتاج اور بے بس کی عبادت کرنے لگو۔ یہ ہر چیز حسین وجمیل سہی، پُر ہیبت و پُر جلال سہی، مفید اور نفع بخش سہی، لیکن یہ حسن وجمال، یہ ہیبت وجلال، یہ افادیت اور نفع رسانی ان میں آئی کہاں سے؟ یہ اسی ذات برتر واعلیٰ کے فضل وکرم کی جلوہ طرازی ہے جس نے اُنھیں نیست سے ہست کیا۔ عدم سے موجود کیا، تو حمد وستائش اسی کی ہونی چاہیئے۔ ہر تعریف وتوصیف کا وہی مستحق ہے۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر اس سورۂ پاک کا آغاز اس آیتِ کریمہ سے فرمایا گیا۔ ذرا غور کیجئے اندازِ بیان کتنا ناصحانہ اور مشفقانہ ہے کسی کی کج روی کا ذکر کیے بغیر، کسی کا نام تک لیے بغیر، اس مختصر سے جملے سے شرک کی لاتعداد قسموں کا بطلان کر کے رکھ دیا جو مختلف اقوام میں رائج تھیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

☆ مخلوق کی خصوصاً حضرات انبیاء واولیاء کی تعریفیں کرنا شرعاً منع نہیں بلکہ اگر نیت خیر سے ہوں تو عبادت ہے کہ یہ تمام تعریفیں بالواسطہ اللہ تعالیٰ کی ہی تعریفیں ہیں کہ بندہ جو بھی بنا، اللہ تعالیٰ کے بنانے سے بنا۔ صنعت کی تعریف سے صانع خوش ہوتا ہے کتاب کی تعریف سے مصنف خوش ہوتا ہے خط کی تعریف سے لکھنے والا خوش ہوتا ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ یا اُن کے صحابہ واہل بیت واولیاء اللہ کی تعریف سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے کہ اسی نے اُن کو قابلِ تعریف بنایا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

☆ حمدِ الٰہی بہترین عبادت ہے مگر جب کہ حضور ﷺ کی تعلیم کے ماتحت ہو۔ اپنی رائے، اپنی عقل سے تعریف نہ عبادت ہے نہ مقبول۔ تمام عبادات کا یہی حال ہے کہ حضور ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہوں تو عبادت ہیں ورنہ بیکار بلکہ مضر ونقصان رساں۔

☆ جسمانی ورُوحانی اندھیریاں بہت زیادہ ہیں اور روشنی صرف ایک۔ اس آیت میں **الظلمات** بہت زیادہ اندھیرے (جمع) فرمایا اور **النور** (روشنی صرف ایک) فرمایا۔
کفروشرک بہت ہیں ایمان صرف ایک۔فسق بہت ہیں' تقوی وپرہیز گاری صرف ایک۔
☆ شرک کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی بندے کو رب تعالیٰ کے برابر مانا جائے خواہ بندے کا مرتبہ اتنا اونچا سمجھا جائے کہ وہ خدا کے برابر ہوجائے یا اللہ تعالیٰ کا درجہ اتنا ہی نیچا سمجھا جائے کہ وہ بندوں کے برابر ہوجائے۔ مشرکین عرب فرشتوں کو اور عیسائی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو رب تعالیٰ کی اولاد مانتے ہیں یہ عقیدہ شرک ہے کہ اس میں بندہ کو رب تک پہنچا دیا۔ بعض مشرکین اللہ تعالیٰ کو اپنے معبودوں کا حاجت مند جانتے ہیں یہ شرک ہے کہ انھوں نے رب تعالیٰ کونعوذ باللہ نیچا کر کے بندوں کے برابر کردیا۔ اگر برابر کا عقیدہ نہ ہو تو شرک نہیں۔لہذا انبیاء واولیاء کو باذن الٰہی حاجت روا یا مشکل کشا ماننا شرک نہیں۔

﴿**فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**﴾ (الانعام/۴۵)
پھر (ہماری گرفت سے) ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے (اس کا شکر ہے) جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔(ظالم سے نجات ملنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر ادا کرنا چاہئے)

ظالم قومیں جن کی چیرہ دستیوں سے اللہ کی مخلوق تنگ آ چکی ہوتی ہے جب تباہ وبرباد کردی جاتی ہیں تو ہر طرف اطمینان اور آرام کا سانس لیا جاتا ہے اور واقعی وہ لمحہ اس قابل ہے کہ مظلوم اور ستم رسیدہ لوگ اپنے رب کریم کی حمد وثناء کے گیت گائیں جس نے اُن کی بےکسی اور بےبسی پر ترس کھا کر ان جابر ظالموں کی قید غلامی سے نجات بخشی۔

﴿**وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ**﴾ (الاعراف/۴۳) اور (جنت میں پہونچنے کے بعد) وہ لوگ کہنے لگے تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہونچا دیا اور ہم کبھی بھی یہاں تک نہ پہونچتے اگر اللہ جل شانہٗ ہم کو نہ پہونچاتا۔ (نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر بجالانا چاہئے)

جنت میں پہونچنے کے بعد جنتی اپنے رب مجید کی حمد وثناء اور اعتراف نعمت واحسان میں محو ہو جائیں گے۔ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ ، سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل جنت اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے کہ اس ذات پاک نے ہمیں قدرت بھی بخشی اور دین اسلام کو قبول کرنے کا قوی جذبہ بھی دل میں پیدا کر دیا کہ ہم دینِ اسلام کو قبول کر سکے۔

اہل جنت جب دخولِ جنت اور حصولِ مراتب کو محض اپنے رب کی دین اور عطا یقین کرتے ہوئے اس کی حمد وثناء میں زمزمہ سنج ہوں گے تو بارگاہ الٰہی سے آواز آئے گی کہ مبارک ہو ہم نے تمہارے نیک اعمال کی وجہ سے تم پر اپنا یہ احسان فرمایا ہے۔ بندے کی شانِ بندگی کا تقاضا یہی ہے کہ جن انعامات واحسانات سے نوازا جائے اُسے اپنے رب کا فضل وکرم یقین کرے اور رب کریم کی شان بندہ نوازی یہ ہے کہ اپنے بندوں کے اعمال جو سراپا نقص ہی نقص ہیں اور اخلاص و نیاز کے کتنے ہی اونچے مقام پر کیوں نہ فائز ہوں اللہ تعالیٰ کی شان قدوسیت وسبوحیت کے شایان نہیں، اُن کو وہ شرف قبول عطا فرما کر ان ابدی نعمتوں کا سبب بنا دے حالانکہ انسان کی ساری عمر کی نیاز مندیاں وعبادت گذاریاں کسی ایک نعمت کا بھی معاوضہ نہیں ہوسکتیں جن سے وہ اس دُنیاوی زندگی میں لطف اندوز ہوتا رہا ہے۔

☆ جنت میں کوئی عبادت روزہ، نماز، حج، جہاد، زکوٰۃ وغیرہ نہ ہوگا مگر تلاوت قرآن مجید، حمد الٰہی، تسبیح، اللہ تعالیٰ کا شکر، پردہ غیرت وغیرہ وہاں بھی ہوں گے۔

☆ ہدایت، نیک اعمال کی توفیق اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے جو محض اس کے فضل وکرم سے ملتی ہے اس لئے انسان اس پر ناز نہ کرے بلکہ شکر ادا کرے۔

﴿اَلتَّـآئِبُـوْنَ الْـعٰبِـدُوْنَ الْـحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِـالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَـافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (التوبہ/۱۱۲) (ان مجاہدین کے اوصاف جن کے نفوس کو اللہ جل شانہٗ نے جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے یہ ہیں کہ) وہ گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے ہیں۔ روزہ رکھنے والے ہیں (یا اللہ کی رضا کے لئے سفر کرنے والے ہیں) رکوع اور سجدہ کرنے والے ہیں (یعنی نمازی ہیں) نیک باتوں کا حکم کرنے والے ہیں اور بُری باتوں سے روکنے والے ہیں (تبلیغ کرنے والے ہیں) اور اللہ کی حدود کی (یعنی احکام کی) حفاظت کرنے والے ہیں (ایسے) مومنوں کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ۭ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

﴿دَعْـوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾ (یونس/۱۰) (اُن جنتیوں کے) منہ سے یہ بات نکلے گی سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ اور آپس میں اُن کا سلام ہوگا السلام (علیکم اور جب دُنیا کی دقتوں کو یاد کریں گے اور خیال کریں گے کہ اب ہمیشہ کے لئے ان سے خلاصی ہوگئی تو) آخر میں کہیں گے الْـحَـمْـدُ لِـلّٰـهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

یہاں پر دعویٰ دُعا کے معنٰی میں ہے اہلِ جنت کی دُعا جنت میں پہنچنے کے بعد یہ ہوگی کہ وہ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کہتے رہیں گے یعنی اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کریں گے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دُعا تو عرف عام میں کسی چیز کی درخواست اور کسی مقصد کے طلب کرنے کو کہا جاتا ہے۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ میں نہ کوئی درخواست ہے نہ طلب۔ اس کو دُعا کس حیثیت سے کہا گیا؟ جواب یہ ہے کہ اس کلمہ سے بتلانا یہ مقصود ہے کہ اہل جنت کو جنت میں ہر راحت، ہر مطلب من مانے انداز سے خود بخود حاصل ہوگی کسی چیز کو مانگنے اور

درخواست کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی اس لئے درخواست وطلب اور معروف دعا کے قائم مقام اُن کی زبانوں پر صرف اللہ تعالیٰ کی تسبیح وحمد ہوگی اور وہ بھی دُنیا کی طرح فریضہ عبادت ادا کرنے کے لئے نہیں بلکہ وہ اس کلمہ تسبیح وتحمید سے لذت محسوس کریں گے اور اپنی خوشی سے **سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمّ** کہا کریں گے۔ اس کے علاوہ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا 'جو بندہ میری حمد وثنا میں ہر وقت لگا رہے یہاں تک کہ اس کو اپنے مطلب کی دُعا مانگنے کی بھی فرصت نہ رہے تو میں اُس کو تمام مانگنے والوں سے بہتر چیز دوں گا یعنی بے مانگے اس کے سب کام پورے کردوں گا' اس حیثیت سے بھی لفظ **سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمّ** کو دُعا کہہ سکتے ہیں۔ **سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ ، سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ**

اس معنٰی کے اعتبار سے صحیح بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم ﷺ کو جب کوئی تکلیف و بے چینی پیش آتی تو آپ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے :

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ الۡحَلِيۡمُ ۚ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمُ ۚ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الۡاَرۡضِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡكَرِيۡمُ ۔

اور امام طبری نے فرمایا کہ سلف صالحین اس کو دُعا کرب کہا کرتے تھے اور مصیبت و پریشانی کے وقت یہ کلمات پڑھ کر دُعا مانگا کرتے تھے۔ (تفسیر قرطبی)

اور امام ابن جریرؒ ابن منذر وغیرہ نے ایک یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ اہل جنت کو جب کسی چیز کی ضرورت اور خواہش ہوگی تو وہ **سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمّ** کہیں گے، یہ سنتے ہی فرشتے اُن کے مطلب کی چیز حاضر کردیں گے گویا کلمہ **سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمّ** اہل جنت کی ایک خاص اصطلاح ہوگی جس کے ذریعے وہ اپنی خواہش کا اظہار کریں گے اور ملائکہ ہر مرتبہ اس کو پورا کردیں گے۔ (روح المعانی وقرطبی) اس لحاظ سے بھی **سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمّ** کو دُعا کہا جاسکتا ہے

جنت میں جنتیوں کا حال یہ ہوگا کہ جب وہ رب تعالیٰ سے کچھ عرض ومعروض کرنا چاہیں گےاور جب آپس میں ملاقات کے وقت بات چیت شروع کریں گےاور جب اپنے خدام کو بلائیں گے یا اُن سے کوئی چیز منگائیں گےتو بلندآواز سے کہیں گے **سُبۡحَانَ اللّٰہ** اور جب رب تعالیٰ سے عرض ومعروض کرچکیں گے یا جب آپس کی بات چیت ختم کریں گےاور جب نعمتیں کھا چکیں گےتو آخر میں کہیں گے **اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ** ۔

غرض کہ اُن کے ہر کام کی ابتداءبھی اللہ کے ذکر سے ہوگی اور انتہاءبھی اس کے ذکر پر۔ جس کی ابتداءوانتہاءاللہ کے ذکر سے ہوتو سارے کام ہی مبارک ہوں گے۔

اپنے ہر کلام کی ابتداءاللہ تعالیٰ کے نام سے کرنا جنتیوں کا کام ہےاس لئے نمازی اپنی نماز **سُبۡحٰنَکَ اللّٰھُمّ** سےشروع کرتا ہے گویا وہ جنت میں ہوتا ہے۔

ہر کام کی انتہاءاللہ تعالیٰ کی حمد پر کرنا جنتیوں کا طریقہ ہے۔ حضور نبی کریمﷺ کھانا کھا کر، پانی پی کر، نئے کپڑے پہن کراللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے۔ جس کام کےاول وآخر میں اللہ کا ذکر ہو، امید ہے کہ سارا کام مبارک ہوگا۔

اہلِ جنت کا دوسرا حال یہ بتلایا کہ ﴿**تَحِیَّتُھُمۡ فِیۡھَا سَلٰمٌ**﴾ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یا فرشتوں کی طرف سے اہل جنت کا استقبال لفظ 'سلام' سے ہوگا یعنی یہ خوشخبری کہ تم ہر تکلیف اور ناگوار چیز سے سلامت رہو گے۔ یہ سلام خود حق تعالیٰ کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے جیسے سورۂ یٰسن میں ہے ﴿**سلٰمٌ قولا من رب رحیم**﴾ اور فرشتوں کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے ﴿**والملئکة یدخلون علیھم من کل باب ؕ سلام علیکم**﴾ یعنی فرشتے اہل جنت کے پاس ہر دروازہ سے سلام علیکم کہتے ہوئے داخل ہوں گے۔ (روح المعانی)

تیسرا حال اہل جنت کا یہ بتلایا کہ ﴿**وَاٰخِرُ دَعۡوٰھُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ**﴾ یعنی اہل جنت کی آخری دُعا ﴿**اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ**﴾ ہوگی۔

مطلب یہ ہے کہ اہل جنت کو جنت میں پہونچنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ترقی نصیب ہوگی جیسا کہ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک رسالہ میں فرمایا کہ جنت میں پہنچ کر عام اہل جنت کو معرفت کا وہ مقام حاصل ہوجائے گا جو دُنیا میں علماء کا ہے اور علماء کو وہ مقام حاصل ہوجائے گا جو یہاں انبیاء کا ہے اور انبیاء کو وہ مقام حاصل ہوجائے گا جو دُنیا میں سیدالانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو حاصل ہے اور حضور سیدالمرسلین نبی کریم ﷺ کو وہاں قرب خداوندی کا انتہائی مقام حاصل ہوگا اور ممکن ہے کہ اسی مقام کا نام 'مقام محمود' ہو جس کے لئے اذان کی دُعا میں آپ نے دعا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اہل جنت کی ابتدائی دعا **سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ** اور آخری دعا ﴿**الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ**﴾ ہوگی۔

احکام ومسائل : قرطبی نے احکام القرآن میں فرمایا کہ کھانے پینے اور تمام کاموں میں سنت اہل جنت کے اس عمل کے مطابق یہ ہے کہ **بسم اللہ** سے شروع کرے اور **الحمد لله** پرختم کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ بندہ جب کوئی چیز کھائے پیۓ تو **بسم الله** سے شروع کرے اور فارغ ہوکر **الحمد لله** کہے۔

مستحب ہے کہ دُعا کرنے والا آخر میں یہ کہا کرے ﴿ **وَاٰخِرُ دَعۡوٰهُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ** ﴾ اور قرطبی نے فرمایا کہ اس کے ساتھ بہتر یہ ہے کہ سورۂ صٰفّٰت کی آخری آیتیں بھی پڑھے یعنی ﴿**سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۚ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ**﴾ آپ کا رب جو عزت وعظمت والا ہے پاک ہے اُن چیزوں (تہمتوں اور عقیدوں) سے جن کو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تعریف اللہ ہی کے واسطے ثابت ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ ۚ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ﴾ (ابراہیم/۳۹)

تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھ کو (دو بیٹے) اسمٰعیل واسحٰق (علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام) عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا کروڑ کروڑ شکر ہے حمد ہے اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں جس نے عطا فرمایا مجھ کو اسمٰعیل فرزند اکبر جو میری سینکڑوں دُعاؤں کی نشانی ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پہلے بیٹے کا نام بھی اپنی دُعا کی یادگار مناتے ہوئے اسمٰعیل رکھا جس کا ترجمہ ہے فریاد کو سُن لے یا اللہ۔ جس وقت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف (۹۹) سال تھی۔ (روح البیان)

بعض قول میں (٦٤) سال تھی اور مجھ کو دوسرا بیٹا اسحٰق عطا فرمایا۔ اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر (۱۱۲) سال تھی اور سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام (۱۳) سال کے بچے تھے۔ صحیح روایت کے مطابق ذبح کا واقعہ ولادت سیدنا اسحٰق علیہ السلام سے تقریبا دو سال پہلے ہو چکا تھا اور تعمیر کعبہ کا واقعہ چار سال بعد ہوا۔ اس وقت آپ نے یہ دعا مانگی بیشک میرا اللہ جو میرے سارے معاملات کا پروردگار ہے البتہ یقیناً قبولیت کا سننے والا ہے میری دعا کو۔

دُعا کے آداب میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جائے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خصوصیت سے کعبۃ اللہ میں اس نعمت کا شکر ادا کیا کہ شدید بڑھاپے کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا قبول فرما کر اولاد صالح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام عطا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ مقدس مقامات پر خصوصیت سے دُعائیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا چاہیے یہاں کی دُعائیں مقبول ہوتی ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جو حمد وثناء بیان کی ہے اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ بچہ جو بے یارو مددگار چٹیل میدان میں چھوڑا ہے آپ ہی کا عطیہ ہے آپ ہی اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ آخر میں حمد وثناء کا تکملہ ﴿اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ﴾ سے کیا گیا یعنی بلاشبہ میرا پروردگار دُعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ (العنکبوت/۶۳) تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے (پھر بھی وہ لوگ اس طرف متوجہ نہیں ہوتے) بلکہ اکثر اُن میں سے ناسمجھ ہیں۔

کفار محض اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کیوجہ سے دین اسلام کو قبول نہیں کر رہے ہیں۔ جس توحید کا کفار انکار کیا کرتے تھے اسی کا اقرار اپنی زبان سے کر رہے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو حمد وشکر بجا لانے کا حکم فرما رہا ہے کہ آپ کی دعوت کی صداقت اتنی عیاں ہے کہ دشمن بھی اسے ماننے پر مجبور ہو گیا علىٰ تصديقك واظهار حجتك (مظہری) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ؕ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

﴿يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ (بنی اسرائیل/۵۲) جس دن (صور پھونکے گا اور تم کو زندہ کر کے) پکارا جائے گا تو تم مجبورا اس کی حمد وثناء کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرو گے اور (ان حالات کو دیکھ کر) گمان کرو گے (کہ ہم دُنیا میں اور قبر میں) بہت ہی کم مدت ٹھہرے تھے۔

معلوم ہوا کہ آخرت میں تمام عبادات ختم ہو جائیں گے مگر حمد الٰہی وہاں بھی ہوگی لیکن یہ حمد تکلیفی نہ ہوگی بلکہ رُوحانی غذا ہوگی جیسے دُنیا میں سانس لینا۔ کافروں کو اس وقت حمد الٰہی فائدہ مند نہ ہوگا۔ آخرت کی زندگی کے مقابلے میں دُنیا اور برزخ (قبر کی زندگی) بہت تھوڑی ہے۔

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل/۱۱۱) اور آپ (علی الاعلان) کہد یجئے کہ تمام تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی خوب تکبیر (بڑائی بیان) کیا کیجئے۔ بلاشبہ وہ ذات پاک جو تمام صفات کمال سے موصوف ہے اور تمام عیوب ونقائص سے منزہ ہے اس کے لئے ہر طرح کی تعریف زیبا ہے اس آیت میں ہر قسم کے مشرکانہ عقائد کی پُر زور تردید کر دی۔

﴿فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (المومنون/ ۲۸) (حضرت نوح علیہ السلام کوخطاب ہے کہ جب تم کشتی میں بیٹھ جاؤ) تو کہنا کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں ظالموں سے نجات دی۔ (آزمائش اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنا چاہئے)

حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کی دلآزاریوں سے تنگ آ کر بارگاہ الٰہی میں فریاد کی تو آپ کو حکم ملا کہ ہماری نگاہوں کے سامنے اور ہماری ہدایت کے مطابق کشتی بناؤ اور جب تنور سے پانی اُبلنے لگے تو سمجھ لینا کہ عذاب الٰہی آن پہنچا ہے اُس وقت خود بھی اس میں سوار ہو جانا اور اپنے گھر والوں کو بھی سوار کر لینا۔ اور ہر جانور کا جوڑا جوڑا بھی اس کشتی میں سوار کر لینا لیکن خاندان کے اُن لوگوں کے متعلق میری جناب میں عرض نہ کرنا جن کے متعلق قطعی فیصلہ ہو چکا ہے پھر فرمایا جب تم اور تمہارے ساتھی آرام سے کشتی میں بیٹھ جاؤ اور طوفان کا پانی ہر طرف پھیلنے لگے اور اس کی سطح ہر لحظہ بلند ہوتی جائے جس میں ان کی آبادی ڈوبنے لگے تو اس وقت تم اپنے رب کریم کی حمد وثناء شروع کر دینا جس نے اس ظالم قوم سے تمہیں نجات دی جو صبح وشام تمہیں اذیتیں پہنچاتی اور مذاق کیا کرتی تھی۔

معلوم ہوا کہ کفار پر عذاب اور اُن کی ہلاکت مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس پر شکر کرنا چاہئے۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے ابوجہل کے قتل پر سجدۂ شکر ادا کیا اور عاشورہ کے دن روزہ رکھا کہ اس دن فرعون غرق ہوا تھا۔ (نورالعرفان)

﴿وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (النمل/ ۱۵) اور (حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے) کہا: تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندے پر فضیلت دی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم عطا فرمایا۔ اس علم سے مراد ذاتِ خداوندی اور صفاتِ الٰہی کی معرفت، دُنیا کی ناپائیداری کا یقین، روز قیامت پر پختہ ایمان۔ (تفسیر مظہری)

جہاں بھی یہ علم پایا جاتا ہے انسان عزت وعظمت کے بلند ترین مقامات پر فائز ہونے کے باوجود بھی بدمست نہیں ہوتا، ناشکری اور نافرمانی کی روش کبھی اختیار نہیں کرتا۔

قرآن کریم اپنے ماننے والوں کے دل ودماغ کو اسی علم کی روشنی سے منور کرنا چاہتا ہے اس نعمت عظمٰی پر جس انداز میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے منعم حقیقی کی حمد وثناء کررہے ہیں وہ بتارہا ہے کہ انھیں اس نعمت کی قدر و قیمت کا پورا پورا احساس ہے۔ نعمت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالٰی کا شکر اور حمد وثناء کرنا چاہیئے۔

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى﴾ (النمل/۵۹)

آپ (خطبہ کے طور پر) کہیے: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

اللہ تعالٰی اپنے حبیب مکرم ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی زبانِ پاک سے اپنے خداوند کریم کی حمد وثنا کریں جس نے ہمیشہ حق کا بول بالا کیا اور اہلِ حق کو اپنی تائید ونصرت سے سرفراز فرمایا اور جس کی یہ شان ہے وہی اس قابل ہے کہ انسان ہمیشہ ہمیشہ اس کی حمد کے ترانے گاتا رہے اور اس کی عظمت وکبریائی کا اعتراف کرتا رہے۔ اس کی حمد کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ کو فراموش نہ کیا جائے جو اپنے مولا کریم کا نام بلند کرنے کے لئے مصائب وآلام کے ہر پہاڑ سے ٹکرا گئے۔ دُنیا بھر کی مخالفتوں کے باوجود ان کے عزم میں کبھی لچک پیدا نہ ہوئی۔ جور وستم کی ترکش کے ہر تیر کو اپنے سینے پر لیا اور پھر بھی مسکراتے رہے۔ اللہ تعالٰی کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ جب اس کی حمد کی جائے تو ان پاک ہستیوں پر بھی درود وسلام کے گلہائے رنگین نچھاور کئے جائیں۔ نیز اس آیت کے بعد کیونکہ توحید کا مبارک بیان شروع ہونے والا ہے اس لئے اس بیان کی اہمیت کے پیش نظر اس کا آغاز اللہ تعالٰی کی حمد اور اس کے پاک بندوں پر صلاۃ وسلام سے ہو رہا ہے۔

اسی لئے علماء اسلام جب بھی تقریر کے لئے کھڑے ہوتے ہیں یا کوئی خطبہ دیتے ہیں یا کوئی کتاب تالیف کرتے ہیں تو اس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد سے اور اس کے نبی کریم پر درود وسلام سے کرتے ہیں۔ ولقد توارث العلماء والخطباء والوعاظ کابراً عن کابر هذا الادب فحمدوا الله وصلوا علی رسول الله ﷺ امام کل علم مفاد وقبل کل عظة وخطبة۔ (قرطبی)

اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ اور چُنے ہوئے بندوں سے مراد حضور نبی کریم ﷺ، اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ **الحمد لله** بھی کہا کریں اور **یانبی سلام علیك** بھی کہا کریں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ، اللہ تعالیٰ کے بندۂ مصطفیٰ (منتخب بندے) ہیں انھیں سلام کرنے کا حکم ہے اس لئے نماز کے شروع میں **الحمد لله** اور آخر میں **السلام علیك ایھا النبی** کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ کے سارے چنے ہوئے بندوں کو سلام کیا جاتا ہے۔

مسئلہ : اس آیت سے خطبہ کے آداب بھی ثابت ہوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور انبیاء علیہم السلام پر درود وسلام سے شروع ہونا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے تمام خطبات میں یہی معمول رہا ہے بلکہ ہر اہم کام کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام مسنون ومستحب ہے۔ (روح المعانی)

﴿**وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيَاتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا**﴾ (النمل/۹۳) اور آپ کہہ دیجئے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے واسطے ہیں وہ عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھادے گا پس تم اُن کو پہچان لوگے۔

اے محبوب ﷺ ! ہم نے آپ پر جو فضل وکرم فرمایا ہے جو عزت وشان بخشی ہے رحمۃ للعالمین کی جو خلعت فاخرہ آپ کو ارزانی فرمائی ہے اور تمہارے سر نیاز پر محبوبیت کا جو درخشاں تاج رکھا ہے ختم رسالت کے جس عظیم وارجمند منصب پر تمہیں فائز کیا ہے اور اس کے علاوہ جو بے انداز عنایات فرمائی ہیں اُن پر ہماری حمد وثناء کرتے رہو۔ ان منکروں پر ایک روز حقیقت خود بخود منکشف ہوجائے گی۔ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ**

﴿وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِيْدٌ﴾ (لقمان/١٣)
اور جو شخص کفر کرے (ناشکری کرے) تو اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے تمام خوبیوں والا۔

اللہ تعالیٰ ادائے شکر کا حکم دینے کے بعد اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا کہ اُس کے شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی میں اضافہ نہیں ہوتا اور کسی کی ناشکری سے اس کی شان عظمت میں کمی نہیں آتی۔ اگر کوئی شکر کرے گا تو اس کا اپنا بھلا ہوگا ناشکری کرے گا خود ہی نقصان اُٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے سارا جہاں اس کا محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ حمید ہے اگر کسی کی زبانِ قال اس کی حمد وثنا سے نہ گنگنائے تو زبانِ حال سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ اُس کی حمد کے قصیدے گا رہا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ؕ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ﴾ (لقمان/ ٢٥ الزمر/٣) آپ کہہ دیجئے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے (یہ لوگ نہیں مانتے) بلکہ اکثر اُن میں کے جاہل ہیں۔

کفر وشرک میں مگن یہ لوگ خرمستیاں کر رہے ہیں اُن خود فراموشوں سے پوچھو کہ آسمانوں کا خالق کون ہے؟ زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کیا تمہارے ان خداؤں نے جنھیں تم نے کل اپنے ہاتھوں سے گھڑا اور معبود بنالیا؟ کیا آسمانوں اور زمین کے یہ خالق ہیں؟ انھیں ناچار یہ کہنا پڑے گا کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ اے مسلمانو ! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ حقیقت واضح ہوگئی، سچ ظاہر ہوگیا اور منکرین توحید کو بھی توحید کا اقرار کرنا پڑا۔ آسمانوں اور زمین کا خالق بھی وہی ہے اور ان میں جو کچھ ہے اس کا مالک بھی وہی ہے زبان قال سے نہ سہی زبانِ حال سے ہر چیز تو اس کی ثنا گستری میں زمزمہ سنج ہے۔
اللہ تعالیٰ سب کا خالق، مالک اور معبود ہے لہذا ساری تعریف وتوصیف کا وہی مستحق ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِيْدُ﴾ (لقمان/٢٦)
بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تمام خوبیوں والا ہے۔

کوئی اُس کی تعریف نہ بھی کرے تب بھی وہ سب خوبیوں والا ہے۔ حمید کا معنیٰ علامہ آلوسی نے کیا ہے **المحمود فی جمیع شئونہٖ** جو اپنی تمام شانوں میں تعریف وستائش کا مستحق ہو (روح المعانی)

اللہ تعالیٰ غنی ہے اسے کسی کی ضرورت نہیں۔ سب کو اُسی کی ضرورت ہے کائنات کا ہر ذرّہ زبانِ حال سے اسی کی ثنا وتسبیح کرتا ہے۔ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ**

☆ اگر طبیعت نیکی پر مائل نہ ہو اور برائی کی عادت نہ چھوٹتی ہو تو چالیس دن تک تنہائی میں یہ اسم **یاحمید** پڑھا جائے جلد ہی اخلاق اچھے ہو جائیں گے۔

بُری عادات چھڑانے کا عمل: یہ عمل بری عادات چھڑانے کے لئے بہت مؤثر ہے۔ ایسے لوگوں کو ان سے برائی ختم کرنی ہو' ان کو یہ اسم **یاحمید** روزانہ ۶۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے پلائیں اور ۴۱ دن تک یہ عمل کریں ان شآء اللہ وہ برائی کو چھوڑ دیں گے۔ ایسے ہی شریر' بدچلن اور نافرمان اولاد کو راہ ہدایت پر لانے کے لئے انہیں بھی دم شدہ پانی پلائیں وہ درست ہو جائیں گے۔

اخلاق حمیدہ کا پیدا ہونا: یہ اسم ' **یاحمید** ' اخلاق حمیدہ پیدا کرنے میں بہت قوی اور مؤثر ہے۔ اسے کثرت سے پڑھنے سے زبان پر سچائی' اعمال میں اخلاص' کاموں میں نیک نیتی' عبادت میں خشوع اور خضوع' دل میں نرمی اور کردار میں عظمت پیدا ہوتی ہے اس کی زبان ہمیشہ گالی گلوچ سے پاک صاف رہے گی۔ لوگ اس کے اخلاق سے گرویدہ ہوں گے۔ جہاں اس کا ذکر ہوگا اچھے الفاظ سے ہوگا۔ جو شخص صبح کی نماز کے بعد روزانہ ایک سو مرتبہ اس نام کو پڑھے گا لوگ اس سے بہت اچھے اخلاق سے پیش آئیں گے۔ اگر دشمن بھی اس کے سامنے آئے تو نیچی نگاہ کر کے چلا جائے گا اور کبھی برائی سے پیش نہ آئے گا۔

تسخیر خلق اور محبت : **یاحمید** کے ذکر سے حب الٰہی پیدا ہوتی ہے اور حضور ﷺ سے بے پناہ محبت کا جذبہ دل میں جنم لیتا ہے۔ جس شخص کا نام محمود ہو' اُس کے لئے اس اسم کا

وِرد بہت اچھا ہے وہ لوگوں کی محبت کا مرکز بن جائے گا۔ اس اسم کو کثرت سے پڑھنے سے تسخیر خلق بھی ہوتی ہے اس لئے جو شخص تسخیر کا قائل ہو وہ اسے روزانہ گیارہ ہزار مرتبہ پڑھے اور دو سال تک پڑھتا رہے ان شآءاللہ حسب منشاء تسخیر حاصل ہوگی۔

بزرگ بننے کا وظیفہ: جو شخص یہ وظیفہ کثرت سے پڑھنے کا معمول بنالے اُس میں بزرگی کے اوصاف پیدا ہوں گے اُس کا دل یاد الٰہی میں مگن رہے گا۔ اُس کے تمام گناہ معاف ہوجائیں گے۔ اُس کا ظاہر اور باطن ایک ہوجائے گا۔ سب لوگ اُس کا بیحد احترام کرنے لگیں گے۔ اگر کوئی اُسے اذیت پہنچانے کی کوشش کرے گا تو نہیں پہونچا سکے گا۔

یَامَجِیْدُ یَاحَمِیْدُ : اے بزرگی والے' اے حمد والے۔

اللہ تعالیٰ سے دوستی کا وظیفہ: جو شخص **یَاوَلِیُّ یَاحَمِیْدُ** ۲۱۰۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھے اور (۷) سال تک پڑھائی جاری رکھے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے اس اسم کے ذکر کی بدولت دوست بنالے گا اور اگر کوئی سالک فنا کی منازل عبور کرنے کے بعد اس اسم کو دن رات پڑھنے لگے تو اس کی ولایت ظاہر ہوجائے گی اور اس کے پاس آنے والے بے پناہ فیوض و برکت حاصل کریں گے۔ **یَاوَلِیُّ یَاحَمِیْدُ** : اے دوست' اے حمد والے۔

دولت مند بننے کا وظیفہ: جو شخص **یَاغَنِیُّ یَاحَمِیْدُ** (اے غنا والے' اے حمد والے) تین سال تک روزانہ ۳۰۰۰ مرتبہ پڑھتا رہے ان شآءاللہ وہ دولت مند بن جائے گا اور اللہ تعالیٰ اُسے دُنیا کی تمام نعمتوں سے نوازے گا ہر ملنے والے اُس سے عزت سے پیش آئے گا۔

یَاحَمِیْدُ کا جامع وظیفہ: یہ وظیفہ **یَاحَمِیْدُ**' کا مفصل اور جامع وظیفہ ہے اور یہ حصول عزت اور سرداری کے لئے بہت مجرب ہے لہٰذا جو شخص اس وظیفہ کو ۵۰۰۰ مرتبہ روزانہ ۴۰ دن تک پڑھے گا اُسے اس کے تمام فوائد حاصل ہوں گے۔ وظیفہ یہ ہے۔

یَاحَمِیْدُ الْفِعَالُ ذَا الْمَنِّ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِهٖ بِلُطْفِهٖ یَاحَمِیْدُ

(اے اپنے افعال کی حمد والے' اپنی مخلوق پر احسان اور مہربانی کرنے والے' (اے حمد والے)

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَةِ ﴾

(سبا/۱) سب تعریفیں اللہ کے لئے جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور ہر اس چیز کا جو زمین میں ہے اور اسی کے لئے ساری تعریفیں ہیں آخرت میں۔

یعنی کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں ہر چھوٹی اور بڑی چیز کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے مالک بھی وہی ہے اور ہر چیز اسی کے فرمان کے سامنے سرافگندہ ہے جو زیبائی' جو خوبی کہیں نظر آرہی ہے اسی کے لطف وکرم کا پَرتو ہے جو جمال وکمال کسی میں پایا جاتا ہے اُسی کے حُسنِ ازل کی جلوہ نمائی ہے اسی لئے ہر قسم کی حمد وثنا کا وہی مستحق ہے۔

تمام چیزیں اُسی کی مخلوق ہیں اور حقیقۃً اُس کی مملوک کہ دوسروں کی ملکیت عارضی ومجازی ہے حقیقی دائمی اس کی ملکیت ہے۔

صرف اس جہاں فانی کی ہی ہر چیز اُس کی نہیں بلکہ عالم آخرت کی ہر شئے کا خالق ومالک بھی وہی ہے وہاں بھی اُسی کی حکمرانی ہوگی جو نعمت کسی کو ملے گی اُسی کے جود وعطا کا کرشمہ ہوگا اس لئے وہاں بھی ہر قسم کی حمد وتوصیف کا سزاوار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اس دُنیا میں تو کئی غلط اندیش اس کو چھوڑ کر غیروں کی حمد کرتے رہتے ہیں لیکن قیامت کے دن سارے حجاب اُٹھ جائیں گے حقیقت اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ عیاں ہوجائے گی وہاں حمد ہوگی تو صرف اس **مالك يوم الدين** کی۔

قیامت میں دُنیادار کی تعریف کوئی نہ کرے گا صرف رب کی حمد ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی تعریف اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف ہے کیونکہ قیامت میں حضور نبی مکرم ﷺ کی بہت حمد ہوگی۔ رب تعالیٰ آپ کو محبوبیت اور محمودیت کے اعلیٰ مقام پر مبعوث اور قائم فرمائے گا

﴿عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴾ (بنی اسرائیل/۷۹)

یقیناً فائز فرمائے گا آپ کو آپ کا رب مقامِ محمود پر ۔۔۔ جس کی جلالت شان کو دیکھ کر دنیا بھر کی زبانیں تیری ثنا گستری اور حمد وستائش میں مصروف ہوجائیں گی۔

مقام محمود کی وضاحت فرماتے ہوئے خود نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **هو المقام الذی اشفع فيه لامتی** یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی اُمت کی شفاعت کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کی حمد عین ایمان ہے عبادت ہے۔ کلمہ طیبہ میں حضور نبی مکرم ﷺ کی بھی حمد ہے جو عین ایمان ہے۔ نماز میں حضور ﷺ کی بھی حمد ہے جو عبادت ہے۔

﴿**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**﴾ (فاطر/۱)

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے اور زمین کا۔

حمد کہتے ہیں کسی کے کمالات اختیاریہ پر اُس کی توصیف اور ثناء کرنا' کیونکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات ہی تمام کمالات اختیاریہ سے موصوف ہے اس لئے حقیقی حمد وثناء اسی کے لئے سزاوار اور اسی کے لئے مخصوص ہے باقی جہاں کہیں کوئی خوبی اور کمال پایا جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور دین ہے اس لئے جس چیز کی بھی ثنا کی جائے درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی ہی ثنا ہوگی جس نے اس شخص یا چیز کو اس کمال وخوبی سے متصف فرمایا ہے۔

﴿**يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ**﴾ (فاطر/۱۵)

اے لوگو تم محتاج ہو اللہ کے اور وہ بے نیاز ہے اور تمام خوبیوں والا ہے۔

اے لوگو ! تم اپنے وجود میں' اپنی بقاء میں' اپنی نشو ونما میں ......غرض کہ دونوں جہاں کی زندگی میں ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے محتاج ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ آنکھ جھپکنے کی دیر یا اس سے بھی کم کے لئے اپنی نگاہ لطف پھیر لے تو تمھیں ہوش آجائے۔ تم سب اس کے محتاج ہو اور وہ بے نیاز ہے۔ کوئی اُس کی تعریف نہ بھی کرے تب بھی وہ سب خوبیوں والا ہے۔ تم سب اُس کے بندے ہو' بندگی کا تقاضا ہے کہ اپنے مولیٰ کی خوب تعریف وتوصیف بیان کرے۔ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ۚ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ**

﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ﴾ (فاطر/۳۵) (جب مسلمان جنت میں داخل ہوں گے) تو کہیں گے تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے (ہمیشہ کے لئے) رنج دُور کر دیا۔ بے شک ہمارا رب بڑا بخشنے والا، بڑا قدر کرنے والا ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے رہنے کے مقام میں پہونچا دیا، جہاں ہم کو نہ کوئی کلفت پہونچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہونچے گی۔

مصیبت وتکلیف اور رنج کے دُور ہونے پر اور پریشانیوں وتکالیف سے نجات حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا چاہئے۔

﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴾ (الزمر/۷۴) (اور جب مسلمان جنت میں داخل ہوں گے تو) کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس زمین کا مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہے مقام کریں، نیک عمل کرنے والوں کا یہی اچھا بدلہ ہے۔

اور جن خوش نصیبوں کے بارے میں بخش دینے کا فیصلہ ہوگا اُن کو بڑی عزت واکرام سے نعیمِ جنت کی طرف فرشتے لے جائیں گے۔ کیا دلکش منظر ہوگا، اُن پاک نفس لوگوں کو گروہ دَر گروہ جنت میں داخل کیا جائے گا اور سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے آقا ومولیٰ حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔

مسلم شریف کی حدیث ہے: **انا اول من یقرع باب الجنة** یعنی حضور ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پرآؤں گا اور اُسے کھولنے کے لئے کہوں گا، تو جنت کا خازن پوچھے گا۔ آپ کون ہیں؟ میں اپنا نام بتاؤں گا تو وہ کہے گا کہ مجھے آپ کے متعلق ہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

﴿وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الزمر/۷۵)

آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے چاروں طرف حلقہ باندھے کھڑے ہوں گے اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید میں مشغول ہوں گے اور اس دن تمام بندوں کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا اور ہر طرف سے کہا جائے گا **الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ** (تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے)

دوزخی دوزخ میں پھینک دیئے جائیں گے اور اہل جنت فردوس بریں میں اقامت گزیں ہو جائیں گے اس وقت نورانی ملائکہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے اردگرد حلقہ باندھے اپنے رب کریم کی حمد وثناء کے گیت گا رہے ہوں گے۔

اس دن تمام بندوں کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا اور ہر طرف سے کہا جائے گا ﴿**الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**﴾ (تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے) یہ حمد کرنے والے کون ہوں گے؟ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں **ای نطق القوم اجمعه ناطقه وبهیمه' لله رب العالمین** یعنی کائنات کی ہر چیز اپنے خالق و مالک کریم ورحیم پروردگار کی حمد کرے گی۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

﴿فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الجاثیہ/۳۶)
پس اللہ ہی کے لئے تمام تعریف ہے جو پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

سورہ الجاثیہ کا اختتام کس شاندار اور اثر آفریں انداز سے ہو رہا ہے عَالم کے صانع مختار کا انکار کرنے والے انکار کرتے رہیں اور اس پر اپنے لاطائل دلائل کا انبار لگاتے رہیں۔ شرک کرنے والے اپنا منہ کالا کرتے رہیں اور شرک کو ثابت کرنے کے لئے وہ لاکھ جتن کرتے رہیں، اُن کے انکار سے حقیقت نہیں بدل جائے گی کوئی مانے یا نہ مانے ہر قسم کی تعریفوں اور ثناء گستریوں کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے جو آسمانوں کا رب، زمین کا رب بلکہ سب جہانوں کا رب ہے سچی اور سرمدی عظمتیں اور ہر طرح کی بڑائیاں اسی کو زیبا ہیں آسمانوں اور زمین میں اسی کی کبریائی کا ڈنکا بج رہا ہے وہی سب پر غالب اور بڑا دانا ہے۔

﴿وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (البروج/۷)
(ایک کافر بادشاد کے مسلمانوں کو ستانے اور تکلیفیں دینے کا اوپر سے ذکر ہے)
اور ان کافروں نے ان مسلمانوں میں اور کوئی عیب نہیں پایا بجز اس کے کہ وہ خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست ہے اور تعریف کا مستحق ہے اسی کے لئے سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی۔

اللہ تعالیٰ کی حکمرانی کا سکّہ آسمانوں اور زمین میں چل رہا ہے کائنات ارضی وسماوی میں کوئی پتہ، کوئی ذرّہ اُس کے حکم کے بغیر جنبش نہیں کرسکتا۔ بلندیوں اور پستیوں میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا اُسے علم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔

﴿وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِى الْاَرْضِ﴾ (الشوریٰ/۵)
اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں اور اُن لوگوں کے لئے جو زمین میں رہتے ہیں اُن کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

فرشتے اپنی پاک اور نوری زبانوں سے اُن تمام عیوب ونقائص سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کررہے ہیں جو انسان اپنے خالق کی طرف منسوب کرتا ہے اُس کی صفات کمال کا ذکر کرکے اس کی حمد وثنا کے گیت گارہے ہیں اور اس کے ساتھ اولاد آدم کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں اسی وجہ سے عذاب ٹلا ہوا ہے اور فسق وفجور کی گرم بازاری کے باوجود بساط عالم اُلٹ نہیں دی جاتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت ملائکہ برحق ہے۔ دوسرے یہ کہ فرشتوں کو اس شفاعت کا اذن مل چکا ہے اور آج وہ مسلمانوں کی شفاعت کررہے ہیں پھر حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفاعت میں کیوں تامل ہے ! جب اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو مقبول بندوں کی دُعا سے دیتا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بخشنا چاہتا ہے تو فرشتوں سے کہہ دیا کہ اُن کے لئے بخشش مانگا کرو۔ حضور نبی کریم ﷺ کو راضی کرنا ہو تو اُن کے غلاموں کو دعائیں دو۔ فرشتے حضور نبی کریم ﷺ کو راضی کرنے کے لئے آپ کی اُمت کو دعائیں دیتے ہیں۔ ہم کو چاہئیے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار (سادات کرام) کے دُعا گو رہیں۔

﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ﴾ (بنی اسرائیل/۴۴)
اور اس کائنات میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں مگر وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور اس کی حمد کرتے ہوئے۔لیکن تم اُن کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔
مفسر اعظیم حضرت صدرالا فاضل علامہ سید نعیم الدین اشرفی مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' ہر زندہ چیز اللہ عز وجل کی تسبیح کرتی ہے اور

ہر چیز کی تسبیح اس کی حسب حیثیت ہے مفسرین نے کہا ہے کہ دروازہ کھولنے کی آواز اور چھت کا چٹخنا یہ بھی تسبیح کرتا ہے اوران سب کی تسبیح **سبحان الله وبحمده** ہے۔
(تفسیر خزائن العرفان)

ہر چیز زبان قال سے رب تعالیٰ کی تسبیح خواں ہے صرف زبان حال سے نہیں، کیونکہ حال تو ہر عاقل سمجھ جاتا ہے ہاں اُن کا قال سمجھ سے وراء ہے۔ بعض صالحین وہ قال بھی جانتے ہیں اوراُن کی تسبیح سنتے ہیں چنانچہ صحابہ کرام کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے ستون کے رونے کی آواز سُنی۔
خیال رہے کہ اگر چہ ہر چیز تسبیح پڑھتی ہے لیکن ان تسبیحوں کی تاثیروں میں فرق ہے اس ہی لئے سبزے کی تسبیح سے میت کے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے اگر چہ خود کفن اور قبر کی مٹی بھی تسبیح پڑھ رہی ہے اس لئے قبروں پر پھول وسبزہ ڈالتے ہیں۔ ایسے ہی کافر ومومن کی تسبیح کی تاثیر میں فرق ہے بلکہ خود مومنوں میں ولی اور غیر ولی کی عبادات میں فرق ہے۔
(تفسیر نورالعرفان)

کائنات کی بلندیاں اور پستیاں اوراُن میں بسنے والی ہر چیز بلا استثناء اس کی تسبیح بھی کررہی ہے اوراس کی حمد بھی بیان کررہی ہے یعنی وہ ہرعیب اور نقص سے پاک ہے اور ہر صفتِ کمال سے متصف ہے لیکن تم اُن کی تسبیح وتحمید کو سمجھنے سے قاصر ہو۔ بعض علماء کا خیال تو یہ ہے کہ ذی عقل اور جاندار چیزیں تو زبانِ قال سے اس کی حمد وثناء کے گیت گارہی ہیں اور بے زبان چیزیں زبانِ حال سے اپنے خالق کی حکمت وقدرت کی طرف اشارہ کررہی ہیں لیکن احادیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ ہر چیز مصروف حمد وثناء ہے۔ امام بخاری نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا **لقد کنا نسمع تسبیح الطعام وهو یوکل** کہ کھانا جب کھایا جارہا ہوتا تھا ہم اُس کی تسبیح سنا کرتے تھے۔
امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے **قال رسول الله** ﷺ **انی الاعرف حجرا بمکة کان یسلم علی قبل ان ابعث انی لاعرفه الان**

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں مکہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام دیا کرتا تھا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں متعدد مقامات پر کھجور کے اس تنے کا ذکر کیا ہے جس سے حضور نبی کریم ﷺ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے اور جب منبر بن گیا اور حضور ﷺ نے اس کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دینے کے بجائے منبر پر خطبہ دیا تو وہ دِلفگار ہجرِ محبوب کی تاب نہ لا کر رو پڑا۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اشیاء کو ہم بے عقل اور بے حس خیال کرتے ہیں وہ بھی ادراک اور حس رکھتی ہیں لیکن ہم اُن کی قوتوں کا ادراک نہیں کر سکتے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حکایت : صاحب نزہۃ المجالس نے ایک بزرگ کی حکایت نقل کی ہے کہ انھوں نے قرآن پاک کی جب یہ آیت پڑھی ﴿**وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ**﴾ (اور اس کائنات میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں مگر وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور اس کی حمد کرتے ہوئے) تو اُن کے دل میں خیال آیا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر ان چیزوں کی آواز ہمیں سُنائی کیوں نہیں دیتی؟ یہ خیال آتے ہی انہیں پیشاب کی حاجت ہوئی اور وہ لوٹے کی طرف لپکے تو لوٹے سے آواز آنے لگی '**الله الله**' انہوں نے لوٹے سے جو اللہ عزوجل کا نام پاک سُنا تو شرما گئے کہ اس ذکر اللہ کرنے والے کو بیت الخلاء میں کیسے لے جاؤں' یہ تو بے ادبی ہوگی۔ تو پھر ڈھیلا اُٹھانے بڑھے تو سب ڈھیلوں سے آواز آ رہی تھی '**الله الله**' اب وہ حیران ہوئے کہ ان ڈھیلوں کو بھی بیت الخلاء میں کیسے لے جا سکتا ہوں جو **الله الله** کر رہے ہیں۔ الغرض وہ جس طرف بڑھتے ہیں ہر چیز سے **الله الله** کا وِرد سُنتے' بڑے حیران ہوئے کہ کیا کروں۔ اتنے میں غیبی آواز سُنی کہ کچھ سمجھے؟ کہ ہم ان چیزوں کی آواز تمہارے کانوں کو اسی لئے نہیں سننے دیتے تاکہ تمہارے کاروبار (زندگی کے سارے کام) نہ رُک جائیں۔ وہ بزرگ فوراً سجدے میں گر گئے اور اپنے وسوسہ دل کی معافی چاہی۔ (نزہۃ المجالس)

الغرض یہ حقیقت ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہر چیز بے خود ہے لیکن اس راز کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کے کان حق آشنا ہیں۔ صرف بلبل ہی اپنے پھول پر تسبیح خواں نہیں بلکہ ہر ایک کانٹا خود اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کر رہا ہے۔

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام اپنے کمرے میں زبور پڑھ رہے تھے دیکھا کہ مٹی میں سے ایک سرخ کیڑا نکلا ہے۔حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا کہ اس کیڑے کو اللہ عزوجل نے کس بات کے لئے بنایا ہے؟ اللہ عزوجل نے کیڑے کو حکم دیا اور وہ کہنے لگا کہ میرا دن ایسا ہے کہ اللہ عزوجل نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ہر روز ایک ہزار مرتبہ یہ پڑھا کروں **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** (اللہ عزوجل پاک ہے اور اللہ عزوجل کی حمد ہے اور اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ عزوجل سب سے بڑا ہے) اور میری ہر شب اس طرح گزرتی ہے کہ رات کو میرے اندر اللہ عزوجل نے یہ بات ڈال دی کہ ہر رات کو ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھوں۔ **الّٰھم صلی علی محمدٍ النبی الامی وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ وسلم** ۔اے اللہ (عزوجل) محمد نبی امی ﷺ پر رحمت فرما اور آپ کی آل واصحاب پر سلامتی فرمایا۔ (مکاشفۃ القلوب)

(☆) شفاء شریف میں ہے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں جا رہا تھا' ایک مقام پر پہاڑوں کا سلسلہ آیا' ہم ابھی زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ ایک آواز آئی۔ بڑی پیاری پیاری آواز تھی الفاظ یہ تھے **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ٭ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَیں نے چاروں طرف دیکھا آواز تھی مگر آواز دینے والا نظر نہ آتا تھا۔ دوبارہ وہی آواز آئی مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا تو مَیں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آقا !

ان پہاڑوں میں آپ کا کون عاشق ہے جو اس محبت و ذوق سے درود پڑھ رہا ہے؟
حضور ﷺ نے فرمایا، تمہیں وہ پہاڑ نظر آ رہا ہے؟ کہا: ہاں۔ اس کے اُوپر ایک چوٹی نظر آتی ہے۔ کہا: ہاں۔ اُس کے اُوپر ایک پتھر موجود ہے۔ کہا: ہاں۔ تو فرمایا وہ پتھر مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھ رہا ہے۔ **الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول الله**

﴿**فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ۝ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِيًّا وَّحِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ**﴾ (الروم/۱۷)

اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو اور اسی کے لئے ساری تعریفیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں، نیز (پاکی بیان کرو) سہ پہر کو اور جب تم دوپہر کرتے ہو (یعنی ہر آن اور ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح بیان کریں)۔

اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھو کیونکہ ان اوقات میں تسبیح پڑھنے کے بڑے فضائل وارد ہیں ان وقتوں میں نمازیں پڑھو کیونکہ نماز میں تسبیح وتحمید سب ہی کچھ ہے اور ان وقتوں میں زندگی میں انقلاب ہوتا ہے لہذا چاہئے کہ ہر حالت اللہ کے ذکر سے شروع ہو۔ شام میں مغرب وعشاء کی نمازیں آ گئیں اور نماز فجر تین نمازیں یہ ہوئیں۔ تمام آسمان وزمین والے خصوصیت سے ان اوقات میں اللہ کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں۔ اے انسان تم اشرف الخلق ہو، تم ان اوقات میں کیوں غافل رہتے ہو۔ **عشیاً** میں نماز عصر اور **تظھرون** میں نماز ظہر مراد ہے۔ جو کوئی ان اوقات میں نماز کی پابندی کرے، وہ گویا ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتا ہے۔
اس آیت میں پانچوں نمازوں کا مع ان کے اوقات کا ذکر آ گیا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا قرآن میں پانچ نمازوں کا ذکر صریح ہے تو فرمایا ہاں۔ اور استدلال میں یہی آیت پیش کر کے فرمایا کہ **حین تمسون** میں نماز مغرب اور **حین تصبحون** میں نماز فجر اور **عشیا** میں نماز عصر اور **حین تظھرون** میں

نماز ظہر کا ذکر صریح موجود ہے اب صرف نماز عشاء رہی۔ اس کے ثبوت میں دوسری آیت کا جملہ ارشاد فرمایا **من بعد صلوٰۃ العشآء۔**

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ **حین تمسون** میں نماز مغرب وعشاء دونوں داخل ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام یہ کلمات صبح شام پڑھا کرتے تھے۔ ابوداؤد، طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو آیتوں کے متعلق فرمایا کہ جس شخص نے صبح کو یہ کلمات پڑھ لئے تو دن بھر میں اس کے عمل میں جو کوتاہی ہوگی وہ ان کلمات کی برکت سے پوری کردی جائے گی اور جس نے شام کے وقت یہ کلمات پڑھ لئے تو اس کے رات کے اعمال کی کوتاہی اس کے ذریعہ پوری کردی جائے گی۔ (روح المعانی) ﴿**فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ۙ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِيًّا وَّحِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ۙ يُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ وَيُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ**﴾ (الروم/۱۸)

﴿**وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ بِالۡعَشِىِّ وَالۡاِبۡكَارِ**﴾ (المومن/۵۵) صبح اور شام (ہمیشہ) اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہیے۔ **سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ ، سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ**

حاملینِ عرش (فرشتوں) کی تسبیح وتحمید:

﴿**اَلَّذِيۡنَ يَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَمَنۡ حَوۡلَهٗ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَيُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَيَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا**﴾ (المؤمن/۷) جو فرشتے اُٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور وہ جو عرش کے اردگرد (اطراف ہیں) وہ تسبیح کرتے ہیں حمد کے ساتھ اپنے رب کی اور ایمان رکھتے ہیں اس پر اور استغفار کرتے ہیں ایمان والوں کے لئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو یہ تسلی دے رہا ہے کہ وہ عظیم المرتب فرشتے جو عرش اعظم کو اُٹھائے ہیں اور وہ مقرب ملائکہ جو ہر لحظہ عرش الٰہی کے طواف میں سرگرم ہیں اور اپنے رب کریم کی حمد وثنا میں مشغول رہتے ہیں وہ ہر لمحہ تمہارے لئے (ایمان والوں کے لئے) بارگاہ الٰہی میں دست بدعا رہتے ہیں۔ یہ فرشتے اپنے رب کی تسبیح بھی کرتے ہیں اور اس کی حمد وثنا بھی کرتے ہیں۔ وہ کن کلمات سے تسبیح کرتے ہیں اس کے بارے میں ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: **سُبۡحَانَ ذِی الۡمُلۡكِ وَالۡمَلَكُوۡتِ ؕ سُبۡحَانَ ذِی الۡعِزَّةِ وَالۡعَظۡمَةِ وَالۡهَيۡبَةِ وَالۡقُدۡرَةِ وَالۡكِبۡرِيَآءِ وَالۡجَبَرُوۡتِ ؕ سُبۡحَانَ الۡمَلِكِ الۡحَيِّ الَّذِیۡ لَايَنَامُ وَلَايَمُوۡتُ ؕ سُبُّوۡحٌ قُدُّوۡسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الۡمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوۡحِ ؕ**

آج چار فرشتے عرش اُٹھائے ہوئے ہیں قیامت میں آٹھ اُٹھائیں گے رب فرماتا ہے ﴿**وَيَحۡمِلُ عَرۡشَ رَبِّكَ فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ**﴾ (الحآقۃ/۱۷) جو عرش اعظم کا طواف کرتے ہیں انہیں کروبین کہتے ہیں اُن کی تعداد رب ہی جانتا ہے۔فرشتے تسبیح وتحمید کرتے ہیں یوں کہتے ہیں **سبحٰنك اللھم وبحمدك لك الحمد علی حلمك بعد علمك** ۔

(☆) شفاعتِ ملائکہ برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کے علاوہ ان ملائکہ کا دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ وہ اہلِ ایمان کے لئے ہر لمحہ دُعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ فرشتے، مومنوں کے لئے آج بھی دُعائے مغفرت کررہے ہیں۔

(☆) مومن بڑی عزت والے ہیں کہ رب تعالیٰ کے قرب حضوری میں ملائکہ کی زبان سے حمد الٰہی کے ساتھ ان کا ذکر بھی ہورہا ہے اور اُن کے لئے دعائیں بھی ہورہی ہیں

(☆) مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ ان فرشتوں کا ذکر خیر سے کیا کریں اور اُن کے لئے دُعا خیر کیا کریں کیونکہ بدلہ نیکی کا نیکی ہے رب فرماتا ہے:

﴿**هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ**﴾

(☆) مسلمانوں کے لئے غائبانہ دعا کرنی اور بے غرض دُعا کرنی سنت ملائکہ ہے اور رب کی رضا کا ذریعہ۔

(☆) مقدس مقامات پر حاضر ہوکر حمد الٰہی کے ساتھ ساتھ مسلمان بھائیوں کے لئے دُعا مانگنی زیادہ قبول کے قریب ہے۔ حاجی کو چاہئے کہ کعبہ معظّمہ، عرفات، مزدلفہ، منٰی اور روضۃ النبی ﷺ کی مقدس جالی پر تمام مسلمان بھائیوں کے لئے دُعا کرے۔

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَايَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۚ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴾ (الفرقان/۵۸) اور اس ذات پاک پر توکل رکھئے جو زندہ ہے اور کبھی اس کو فنا نہیں اور اسی کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہئے (یعنی تسبیح وتحمید میں مشغول رہئے، کسی کی مخالفت کی پروانہ کیجئے) کیونکہ وہ پاک ذات اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے (قیامت میں ہر شخص کی مخالفت کا بدلہ دیا جائے گا) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

﴿اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَايَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ (السجدہ/۳) پس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو وہ آیتیں یاددلائی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (التغابن/۱)

اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں، اسی کے لئے ساری سلطنت ہے اور وہی تعریف کے قابل ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ ﴾ (الحجر/۹۸) آپ اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہیں اور سجدہ کرنے والوں (نمازیوں) میں شامل رہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا قلب خلقِ خدا کے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات سے لبریز تھا۔ حضور ﷺ جب اپنی قوم کی گمراہی اور اس پر اُن کے اصرار کو دیکھتے تو دِل دَرد سے بھر جاتا اور شدید قسم کی گھٹن محسوس ہونے لگتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو اس غم واندوہ سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ تلقین فرما رہا ہے کہ جب اُن کی نافرمانی کے باعث آپ غمگین ہو جائیں تو اسی وقت اپنے رب قدوس کی تسبیح اور اس کی حمد میں مشغول ہو جایا کریں اور اپنا سر نیاز اُس کی بارگاہ صمدیت میں جھکا دیں، غم واندوہ کے بادل خود بخود چھٹ جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو جب کبھی کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ فوراً نماز میں مصروف ہو جاتے **ان رسول اللـه صلى الله عليه وسلم اذا خرجه امر فزع الى الصلوٰة** (رواه احمد فی مسنده) ہم غلاموں کے لئے بھی رنج وغم سے نجات پانے کا یہی مؤثر ذریعہ ہے۔ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ**

﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ﴾ (الرعد/۱۳) اور رعد (فرشتہ) اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتا ہے اور دوسرے فرشتے بھی اس کے خوف سے (تسبیح وتحمید کرتے ہیں)۔

علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص بجلی کے کڑکنے کے وقت **سُبْحٰنَ الَّذِیْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ** پڑھے گا اُس کو بجلی کے نقصان سے حفاظت حاصل ہوگی۔

ایک حدیث میں بھی آیا ہے کہ جب بجلی کی کڑک سنا کرو تو اللہ کا ذکر کیا کرو، بجلی ذکر کرنے والے تک نہیں جا سکتی۔ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ بجلی کی کڑک کے وقت تسبیح کیا کرو، تکبیر نہ کیا کرو۔

یہ بجلی کی کڑک جسے سُن کر تم دہل جاتے ہو اور تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں وہ بھی اپنی زبانِ حال سے یہ گواہی دے رہی ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا ہر عیب اور ہر

ناتوانی سے پاک ہے ہرخوبی اور کمال سے متصف ہے اور فرشتے بھی اس کی پاکی اور حمد کے ترانے گا رہے ہیں۔ سب اس کے خوف سے لرزاں وترساں رہتے ہیں' کوئی بڑی سے بڑی قوت اور مقرب سے مقرب فرشتہ اس کے سامنے دَم نہیں مار سکتا۔ رعد اس کڑک کو کہتے ہیں جو بادلوں کے آپس میں ٹکرانے سے پیدا ہوتی ہے اور اس فرشتہ کا نام بھی ہے جس کے ذمہ بادلوں کی تدبیر اور انتظام ہے **قال ابن عباس الرعد ملك انه مؤكل بالسحاب يصرفه' حيث يؤمر** (بحر)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بادل گرجے اور بجلی کڑکے تو جو شخص یہ کلمات پڑھے' اگر اس کو بجلی سے نقصان پہنچے تو اس کی دیت کا میں ذمہ دار ہوں۔

سُبۡحٰنَ مَنۡ يُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِهٖ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ مِنۡ خِيۡفَتِهٖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡر

﴿**وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ غُرُوۡبِهَا وَمِنۡ اٰنَآئِ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡ وَاَطۡرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرۡضٰى**﴾ (طٰہٰ/۱۳۰) (اے حبیب ﷺ ! آپ اُن لوگوں کی نامناسب باتوں پر صبر کیجئے) اور اپنے رب کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح کرتے رہا کیجئے۔ آفتاب نکلنے سے پہلے اور غروب سے پہلے اور رات کے اوقات میں تسبیح کیا کیجئے اور دن کے اول وآخر میں تاکہ آپ (اس ثواب اور بے انتہا بدلے پر جو اُن کے مقابلہ میں ملنے والا ہے بےحد) خوش ہو جائیں۔ **سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ ' سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ**

اے حبیب ﷺ ! اُن کی دِل آزاریوں' بہتان طرازیوں اور بدخوبیوں پر صبر فرمایئے اور ہمہ وقت اللہ تعالٰی کی حمد وتسبیح میں مشغول رہیے۔ ہم آپ کو خوش وخرم فرما دیں گے۔ اسلام کو وہ عروج حاصل ہوگا کہ آپ کا دل باغ باغ ہو جائے گا یہ بِدکے ہوئے جانوروں کی طرح دور بھاگنے والے' آپ کی روشن کی ہوئی شمع ہدایت پر پروانہ وار نثار ہوں گے' ان کی ساری خوشیاں آرزوئیں اس بات میں سمٹ کر رہ جائیں گی کہ تیرے اشارۂ ابرو پر جان دے دیں اور تیرے قدموں پر اپنے سر قربان کر دیں۔ **سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ ' سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ**

اس آیت میں نمازوں کے اوقات کی طرف بھی اشارہ ہے قبل طلوع سے مراد نماز صبح اور قبل غروب سے مراد نماز عصر' آناء الیل سے مراد نماز عشاء اور تہجد' اطراف النہار سے مراد ظہر اور مغرب۔

معلوم ہوا کہ مصائب اور آفتوں کو دُور کرنے میں حمد و تسبیح خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ ہر وقت صبر کا دامن تھامتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرنی چاہیئے۔ زندگی میں کبھی انسان دِل آزاریوں' طنز وطعن' بہتان طرازیوں' ظلم وزیادتی اور بُرے سلوک و برتاؤ کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور حالات سے مایوس ہوجاتا ہے۔ ان آزمائش کے حالات میں صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا اور حمد و تسبیح میں مشغول رہنا چاہیئے ان شآء اللہ سب دفع ہوجائے گا۔ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ**

﴿**سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**﴾ (الصفت/۱۸۳) آپ کا رب جو عزت وعظمت والا ہے پاک ہے اُن چیزوں (تہمتوں اور عقیدوں) سے جن کو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تعریف اللہ ہی کے واسطے ثابت ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

سورہ' الصفت' کا کیا حُسن اختتام ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نماز کے بعد ﴿**سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**﴾ تین مرتبہ پڑھیں' گویا اُس نے اجر کا بہت بڑا پیمانہ بھرلیا۔

﴿**وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۙ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ**﴾ (طور/۴۹) اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیا کرو (مجلس سے یا سونے سے) اُٹھنے کے بعد (یعنی تہجد کے وقت) اور رات کے وقت بھی اس کی تسبیح کیا کریں اور ستاروں کے (غروب ہونے کے بعد بھی)۔ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ**

راہِ حق میں پیش آنے والی مشکلات پر صبر کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ بڑے بڑے قوی بدن بہادر میدان سے بھاگ جاتے ہیں۔ جب آفت پرآفت اور مصیبت پر مصیبت ٹوٹتی ہے تو بڑے بڑے جوانمردوں کے قدم اُکھڑ جاتے ہیں' اس لئے صبر کا حکم دینے کے بعد ہدایت فرمائی کہ اپنے پروردگار کی حمد وتسبیح میں ہر وقت مشغول رہا کریں۔ ذکرِ الٰہی سے ہی ایسی قوت پیدا ہوتی ہے کہ انسان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں اور وہ اُف تک نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ صبر کی توفیق ان سعادت مندوں کو بخشتا ہے جو دن رات اُس کے ذکر میں محو رہتے ہیں۔
فرمایا: جب بھی آپ کھڑے ہوں تو اپنے رب کی حمد اور اُس کی پاکی بیان کریں۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کو بھی یہی تلقین فرمایا کرتے۔ امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے **قال رسول اللہ ﷺ من جلس فی مجلس وکثر فیه لغطه فقال قبل ان یقوم من مجلسه سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ** ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی مجلس میں بیٹھتا ہے اور خوب گپیں ہانکتا ہے لیکن اس مجلس سے اُٹھنے سے پہلے یہ کہتا ہے **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ** ۔ اللہ تعالیٰ اس مجلس میں جو گناہ اس سے ہوئے ہیں بخش دیتا ہے۔

اسی طرح اگر رات کو سوئے سوئے انسان کی آنکھ کھل جائے تو اس وقت یہ تسبیح پڑھے **لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** یہ کہنے کے بعد جو دُعا مانگے گا وہ قبول ہوگی اور اگر وضو کرے' نماز پڑھے تو اُس کی وہ نماز بھی قبول ہوگی۔ (بخاری شریف)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول مبارک تھا کہ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح سے کرتے۔

وادبار النجوم سے مراد نمازِ صبح ہے کیونکہ سورج کے طلوع ہونے کا وقت جب قریب آ جاتا ہے تو ستاروں کی روشنی ماند پڑنے لگتی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا رات بھر نور افشانی کرنے کے بعد وہ یہاں سے پیٹھ پھیر کر کہیں جا رہے ہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نمازِ صبح کے بعد ذکر بڑی بابرکت چیز ہے۔ اہل سنت کی مساجد میں نمازِ صبح کے بعد بڑے اہتمام اور پورے شوق سے کلمہ شریف اور درود شریف کا ذکر دراصل اسی آیت کی تعمیل ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

﴿**فَاصْبِرْ عَلٰى مَايَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۚ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ**﴾ (ق/۴۰) پس ان لوگوں کی (نامناسب باتوں پر) جو کچھ وہ کہیں صبر کیجئے اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہیے آفتاب نکلنے سے پہلے اور آفتاب کے غروب کے بعد اور رات میں بھی اس کی تسبیح وتحمید کیجئے اور (فرض) نمازوں کے بعد بھی تسبیح وتحمید کیجئے۔ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے **الصلوٰة قبل الطلوع الفجر وقبل الغروب الظهر والعصر ومن اليل العشاء ان وادبار السجود النوافل بعد الفرائض** یعنی طلوعِ آفتاب سے قبل نماز سے مراد فجر ہے اور غروب سے قبل مراد ظہر اور عصر ہے اور من اللیل سے مغرب اور عشاء۔ ادبار السجود سے وہ نوافل مراد ہیں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ (روح المعانی)

ادبار السجود سے مراد وہ اذکار بھی ہیں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں اور جو احادیثِ صحیحہ میں بکثرت موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر نمازِ فرض کے بعد (۳۳) مرتبہ **سبحان الله** (۳۳) مرتبہ **الحمد لله** اور (۳۳) مرتبہ **الله اكبر** کہتا ہے اور آخر میں کہتا ہے **لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ** ۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کی خطاؤں کو بخش دیتا ہے خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہو۔ (رواہ الشیخان ، تفسیر ضیاء القرآن)

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ (النصر/۳) پس آپ اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہئے اور اُس سے مغفرت طلب کرتے رہئے۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول اور پیارے بندے محمد مصطفیٰ ﷺ کو فرما رہا ہے کہ جب میری مدد پشت پناہی کے لئے پہنچ جائے اور میری مہربانی سے فتح نصیب ہو جائے اور جو لوگ اب تک شمع اسلام کو بجھانے کے لئے طوفان بن کر اُمڈتے رہے وہ اسلام پر پروانوں کی طرح نثار ہونے لگیں اور فوج در فوج اس دین کو قبول کرنے لگیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ آپ اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کریں۔

کامیابی اور نعمتیں حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کی تعریف اور پاکی بیان کرنا (حمد وتسبیح) ضروری ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ۚ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ وان اعمل صالحا ترضٰه واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیك وانی من المسلمین۔

سبحانك اللهم وبحمدك لیلا ونهارا ۚ سرا وجهارا۔ والصلوٰة والسلام علیٰ نور عرشك وعروس مملكتك كثیرا كثیرا۔

حمدِ الٰہی اور احادیثِ مبارکہ

افضل ترین ذکر :

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے **افضل ترین** ذکر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** ہے اور بزرگ ترین دُعا **الحمد لله** ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

الحمد لله کے معنٰی: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ وہ تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے۔ دُعا میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اپنی حاجت ہوتی ہے **الحمد لله** میں یہ دونوں چیزیں موجود ہیں اسی لئے **الحمد** کو بہترین دُعا فرمایا گیا۔ جب فقیر و مسکین کسی غنی و سخی کے دروازے پر کھڑے ہو کر اس کی تعریف کرنے لگے تو سمجھو کہ کچھ مانگ رہا ہے۔ یوں ہی جب ہم فقیر، اللہ تعالیٰ کے دروازے پر اس کی حمد وثنا کریں تو سمجھنا چاہئے کہ ہم اس سے مانگتے ہی ہیں۔ سورۂ فاتحہ کو ام القرآن کہتے ہیں کیونکہ یہ **الحمد** سے شروع ہوتی ہے۔

حمد، شکر کا سَر ہے :

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: حمد، شکر کا سَر ہے جس بندے نے خدا کی حمد نہ کی اُس نے رب کا شکر ہی نہ کیا۔ (مشکوٰۃ)

جو شکر، حمد الٰہی کے بغیر ہو، وہ شکر صحیح نہیں۔ جیسے بغیر سَر کے جسم درحقیقت جسم ہی نہیں۔ بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ شکر کی اصل جگہ دل و اعضاء ظاہری ہیں۔ دل سے رب کی نعمتوں کا اقرار، اعضاء سے عبادت شکر ہے اور حمد کی اصل جگہ زبان ہے اور دل وغیرہ لوگوں سے مخفی ہیں زبان لوگوں پر ظاہر اور شکر میں اظہار اصل مقصود ہے اس لئے حمد کو شکر کا سردار قرار دیا گیا کہ مقصد شکر، حمد سے ادا ہوتا ہے۔ (مرقات)

سب سے پہلے جنت کی طرف بُلا یا جانا:

روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جنھیں قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کی طرف بُلایا جائے گا وہ ہوں گے جو خوشی وغم میں اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ (مشکٰوۃ)

اس طرح کہ ہر حال میں رب کی حمد کرتے رہتے ہیں۔ تبدیلی حالات اُن کو نہیں بدلتی' راضی برضا رہتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ رب سے راضی رہے لہذا رب بھی اُن سے راضی رہا۔ وہ رب کے تھوڑے رزق سے راضی' تو رب تعالیٰ اُن کی تھوڑی عبادت سے راضی۔ وہ رب کے بھیجے ہوئے رنج وغم پر راضی تو رب اُن سے گناہ سرزد ہونے پر بھی راضی۔ فرماتا ہے رضی الله عنهم ورضوا عنه' اللہ تعالیٰ یہ درجہ نصیب کرے۔ (آمین)

فرشتوں کا نیکی لکھنے کے لئے لپکنا :

حضور نبی مکرم ﷺ کی مجلس میں ایک شخص حاضر ہوا اور بیٹھتے ہوئے یہ کلمات کہے: **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبَّنَا وَيَرْضٰى** (سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہے پاکیزہ اور برکت والی ہے جیسی ہمارا رب چاہتا اور پسند کرتا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جوں ہی اس شخص نے یہ کلمات کہے دس فرشتے اُن کی طرف لپکے' ہر ایک حریص تھا کہ میں اُن کو لکھ لوں لیکن اُن کی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ اُن کو کس طرح لکھیں (یعنی اُن کلمات کا ثواب کتنا لکھیں) چنانچہ رب العزت کے سامنے اُن کو پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُن کو ایسے ہی لکھ لو جیسے میرے بندے نے کہا ہے (میں خود اس کا ثواب دوں گا)

معلوم ہوا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا چاہئے۔ وظائف' دُعاؤں اور حمد وثنا کی بکثرت احادیث ہیں جس میں حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کے عمل کی تائید فرمائی اور انھیں بہت زیادہ ثواب کی خوشخبری و بشارت دی گئی۔ حضور نبی الرحمہ ﷺ

نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے نئی دُعا' نیا وظیفہ اور اپنی فکر و ذہن سے نیا طریقہ اور عبادت میں جدّت پیدا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی صحابہ کرام کے ان اعمال پر تنبیہ نہیں فرمائی اور یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ اللہ اور رسول کے حکم' منشاء وفرمان کے علاوہ دین میں نئی بات اور طریقہ کیوں ایجاد کیا گیا؟ اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال وعبادات کو بدعت وگمراہی قرار نہیں دیا۔

بدعت کس کو کہتے ہیں؟ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلْبِدْعَةُ الْمَذْمُوْمَةُ مَازاحَمَ السنة الماثُوْرَة ۔ اَوْ كَانَ يفدى الى تغييرهَا ۔

'کہ بدعت مذمومہ وہ ہے جو کسی مشہور حدیث کے خلاف ہو یا اس کی وجہ سے کسی سنت میں تغیر پایا جائے۔' اب جب صرف بدعت کا لفظ ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے وہ امر مراد ہوتا ہے جو کسی سنت مشہورہ کے خلاف ہو یا اس سے حضور کی کسی سنت میں تغیر رونپذیر ہو۔

جہاں بدعت کا لفظ مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس سے مراد وہی فعل ہے جو سنت مشہورہ کے خلاف ہو۔ (ضیاءالنبی ﷺ)

بدعت حسنہ اور احیائے سنت : وہ نیا کام جو کسی سنت مشہورہ کے خلاف نہ ہو وہ بدعت مذمومہ نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے **مَنْ سَنَّ حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا** جس نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور جو لوگ اس نئے طریقہ کو اپنائیں گے اُن کا ثواب بھی اُسے ملے گا۔

عَنْ بِلَالِ بن حَارِثِ الْمُزنى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الله ﷺ مَنْ احيىٰ سُنّة مِّنْ سُنَّتِىْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِىْ فَاِنّ لَهُ مِنْ الْاجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيرِ اَنْ يَّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَّمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَّايَرْضٰهَا الله وَرَسُوْلهٗ عَلَيْهِ مِنَ الْاثم مِثْلُ اثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَايَنْقُصُ ذَالِكَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا ۔

'حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری کسی سنت کو رواج دیا جو میرے بعد متروک ہوگئی تھی تو اُس کو اُس سنت پر عمل

کرنے والوں کے مجموعی ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر۔ اور جس کسی نے کوئی گمراہی میں ڈالنے والی نئی چیز گھڑی جس سے نہ اللہ راضی ہوا نہ اُس کا رسول۔ اُس کو عمل کرنے والوں کے مجموعی گناہوں کے برابر گناہ ہوگا اور اُن کے گناہوں میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ہر وہ عمل وطریقہ جو حضور ﷺ کی سنت کے اصول وقواعد کے مطابق ہے اس کو سنت حسنہ (بدعت حسنہ) کہتے ہیں اور ہر وہ عمل وطریقہ اور عبادت جو سنت کے مخالف ہو اس کو بدعت ضلالہ (بُری وگمراہ بدعت) کہتے ہیں۔ **کل بدعة ضلالة** (ہر بدعت گمراہی ہے) سے مراد صرف وہی بدعت ہے جو سنت نبوی کی مخالف ہو۔

وقت گزرنے کے ساتھ اکثر لوگ کسی نہ کسی سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو اس حالت میں اگر کوئی شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرے اس پر خود عمل کرے اور دوسروں کو عمل کی دعوت دے تو اُسے تمام عمل کرنے والے لوگوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔ یہ کتنا عظیم اجر ہے کہ جو ایک سنت زندہ کرنے کے بدلے میں ملتا ہے اس لئے ہمیں ہر ممکن طریقے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کرنا چاہئے۔

' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ۔ کہ جس نے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما اُسے ایک سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (بیہقی)

فتنہ وفساد ظلم وتشدد اور بُرائیوں کے دور میں سنت زندہ کرنے کا اجر سو شہیدوں کی شہادت کے برابر ہے کیونکہ شہید تو ایک بار اللہ تعالی کی راہ میں زخم کھا کر جان دے دیتا ہے لیکن سنتوں پر عمل کرنے والے عمر بھر لوگوں کے طعنے سنتے رہتے ہیں اور اللہ کے رسول کی خاطر سب کچھ برداشت کر لیتے ہیں اس لئے اُن کے سنت پر عمل پیرا ہونے کا اجر سو شہیدوں کے برابر رکھا گیا ہے لہذا ہر انسان قدم قدم پر رسول اللہ ﷺ کی سنت کو تھام کر سو شہیدوں کا ثواب حاصل کرسکتا ہے۔

باقیات صالحات :

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ باقیات صالحات (وہ نیک اعمال جو ہمیشہ رہنے والے ہیں) کو کثرت سے پڑھا کرو، کسی نے دریافت کیا کہ وہ کیا چیزیں ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تکبیر (**اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہنا) تہلیل (**لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہنا) تسبیح (**سُبْحَانَ اللّٰہِ** کہنا) تحمید (**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہنا) اور **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ** ۔

دوسری حدیث میں آیا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو خبردار رہو **سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ** باقیات صالحات میں ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نبی الرحمۃ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو اپنی حفاظت کا انتظام کرلو۔ کسی نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ کسی دشمن کے حملہ سے جو درپیش ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ بلکہ جہنم کی آگ سے حفاظت کا انتظام کرواور وہ **سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ اَللّٰـہُ اَکْبَرُ** کا پڑھنا ہے کہ یہ قیامت کے دن آگے بڑھنے والے کلمے ہیں (کہ سفارش کریں یا آگے بڑھانے والے ہیں کہ پڑھنے والے کو جنت کی طرف بڑھاتے ہیں) اور پیچھے رہنے والے ہیں (کہ حفاظت کریں) احسان کرنے والے اور یہی باقیات صالحات ہیں۔

پیارے کلمات : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا **سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** اور **لااله الاالله اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہنا مجھے اُن سب سے پیارا جس پر سورج طلوع ہو۔ (مسلم)

یعنی یہ کلمات مجھے ساری کائنات سے پیارے ہیں کیونکہ دُنیا ختم اور فنا ہونے والی ہے لیکن ان کلمات کا ثواب باقی رہنے والا ہے۔

تسبیح بہت اعلیٰ ذکر ہے تسبیح کے معنٰی ہیں اللہ تعالیٰ کو تمام نقصان وعیوب سے پاک جاننا یا پاک بیان کرنا۔ اسی لئے نماز شروع کرتے ہیں **سبحٰنك اللهم** سے، رکوع میں **سبحٰن ربی العظیم**، سجدہ میں **سبحٰن ربی الاعلیٰ**، عجیب خبر اور مسرت وخوشی کی اطلاع پر **سبحان الله** کہتے ہیں۔

الحمد لله کے معنٰی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ وہ تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے۔

لااله الا الله محمد رسول الله وہ کلمہ ہے جسے پڑھ کر بندہ مسلمان ہوتا ہے۔

الله اکبر میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور تمام مخلوق سے بڑے ہونے کا اعتراف ہے۔

لہذا یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی جامع صفات ہیں۔ (مرأۃ المناجیح۔حکیم الامت مفتی احمد یار خان اشرفی)

گناہ صغیرہ کی معافی :

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو دن میں سو مرتبہ **سبحان الله وبحمده** پڑھے تو اس کی تمام خطائیں (گناہ) بخش دی جائے گی اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔ (مسلم، بخاری)

یعنی بے شمار گناہ صغیرہ (چھوٹے گناہ) بخش دیئے جائیں گے جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے حقوق شرعیہ اور حقوق العباد (بندوں کے حقوق) اس سے علحدہ ہیں لہذا فوت شدہ اور ادا نہ کی گئیں نمازیں، روزے، بندوں کے قرض ......اس وظیفہ سے معاف نہ ہو جائیں گے وہ تو ادا کرنے ہی ہوں گے۔

ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں :

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰه وَاَللّٰهُ اَكْبَر** پڑھے، ہر حرف کے بدلے میں (۱۰) نیکیاں ملیں گے **من قال سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰه وَلآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَللّٰهُ اَكْبَرُ كتبت له بكل حرف عشر حسنات** (طبرانی)

مجلس کا کفارہ :

حضرت ابی برزہ الاسلمیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا معمول اخیر زمانہ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے اُٹھتے **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ** پڑھا کرتے ۔ کسی نے عرض کیا کہ آج کل ایک دُعا کا معمول حضور ﷺ کا ہے پہلے تو یہ معمول نہیں تھا ۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس کا کفارہ ہے ۔ (ابن ابی شیبہ' ابوداوَد' نسائی' حاکم)

دوسری روایت میں بھی یہ قصہ مذکور ہے اس میں حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے بتائے ہیں ۔ (ابن ابی شیبہ)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بھی مجلس سے اُٹھتے تو **سبحانك اللهم ربی وبحمدك لااله الا انت استغفرك واتوب اليك** پڑھتے ۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس دُعا کو بڑی کثرت سے پڑھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجلس کے ختم پر اس کو پڑھ لیا کرے تو اس مجلس میں جو لغزشیں اس سے سرزد ہوئی ہوں وہ سب معاف ہو جائیں گی ۔

مجالس میں عموماً فضول باتیں بیکار تذکرے ہو ہی جاتے ہیں ۔ کتنی مختصر دُعا ہے اگر کوئی شخص ان دُعاؤں میں سے کوئی بھی دعا پڑھ لے تو مجلس کے وبال سے خلاصی پا سکتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ نے کیسی کیسی سہولتیں مرحمت فرمائی ہیں ۔

یہ کلمات عرش تک پہونچتے ہیں :

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں یعنی **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰه وَّلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرْ** پڑھتے ہیں تو یہ کلمات عرش کے چاروں طرف گشت لگاتے ہیں ان کے لئے ہلکی سی آواز (بھنبھناہٹ) ہوتی ہے اور اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں ۔

کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارا تذکرہ کرنے والا' اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہو جو تمہارا ذکر خیر کرتا ہے۔ (احمد' الحاکم)

سونا خیرات کرنے کا ثواب :

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص رات کی مشقت جھیلنے سے ڈرتا ہو (کہ راتوں کو جاگنے اور عبادت میں مشغول رہنے سے قاصر ہو) یا بخل کی وجہ سے جہاد کی ہمت نہ پڑتی ہو اس کو چاہئے کہ **سبحان اللہ وبحمدہ** کثرت سے پڑھا کرے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کلام پہاڑ کی بقدر سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (طبرانی)

اللہ تعالیٰ کا کس قدر فضل ہے کہ ہر قسم کی مشقت سے بچنے والوں کے لئے بھی فضائل اور درجات کا دروازہ بند نہیں فرمایا۔ راتوں کو نہیں جاگنا' کنجوسی سے پیسہ خرچ نہیں کرنا' بزدلی اور کم ہمتی سے جہاد جیسا مبارک عمل نہیں کرنا......اس کے بعد بھی اگر دین کی قدر رہے آخرت کا فکر ہے تو اس کے لئے بھی راستہ کھلا ہوا ہے پھر بھی کچھ نہ کما سکے تو کم نصیبی کے سوا اور کیا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

روح البیان میں لکھا ہے کہ ایک بار صدقہ کا حکم دیا گیا تھا صحابہ کرام مال لا رہے تھے' ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں بیٹھ کر پڑھ رہے تھے۔ ارشاد نبوی ہوا کہ کیا پڑھتے ہو۔ عرض کیا کہ لوگ مال خیرات کر رہے ہیں' میں غریب آدمی ہوں۔ مال پر قادر نہیں۔ لہذا یہ پڑھ رہا ہوں **سُبْحَانَ اللّٰهِ ' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ' وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ** ۔ ارشاد فرمایا کہ تمھارے لئے یہ کلمات سونا خیرات کرنے سے افضل ہیں۔ روح البیان میں یہ بھی لکھا ہے کہ سب سے پہلے **سُبْحَانَ اللّٰهِ** حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا عرش کی عظمت دیکھ کر۔ اور سب سے پہلے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** آدم علیہ السلام نے کہا جب اُن میں روح پھونکی اور سب

سے پہلے **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** نوح علیہ السلام نے کہا طوفان دیکھ کر' اور سب سے پہلے **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** 'ابراہیم علیہ السلام نے کہا اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ یعنی دنبہ دیکھ کر۔ جو یہ چاروں کلمات کہے گا وہ ان چاروں حضرات کے سائے میں رہے گا۔ (تفسیر نعیمی)

آسان وظیفہ :

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف لائے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی عمل ایسا بتا دیجئے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا **سُبْحَانَ اللّٰہِ** (۱۰۰) مرتبہ پڑھا کرو' اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے (۱۰۰) غلام عرب آزاد کئے اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** (۱۰۰) مرتبہ پڑھا کرو' اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو (۱۰۰) اونٹ قربانی میں ذبح کئے اور وہ قبول ہو گئے اور **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ** (۱۰۰) مرتبہ پڑھا کرو' اس کا ثواب تو آسمان زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔ (نسائی' بیہقی' احمد)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ' کی بیوی حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نے بھی حضور انور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ مختصر سا بتا دیجئے زیادہ لمبا نہ ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** (۱۰) مرتبہ پڑھا کرو' اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ میرے لئے ہے پھر **سُبْحَانَ اللّٰہِ** (۱۰) مرتبہ پڑھا کرو اللہ تعالیٰ پھر یہی فرماتا ہے کہ یہ میرے لئے ہے پھر **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ** (۱۰) مرتبہ پڑھا کرو' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہاں میں نے مغفرت کر دی۔ دس مرتبہ تم **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی** کہو۔ دس مرتبہ اللہ جل شانہ' فرماتا ہے کہ میں نے مغفرت کر دی (طبرانی)

ضعفاء اور بوڑھوں کے لئے بالخصوص عورتوں کے لئے کس قدر آسان اور مختصر چیز حضور اقدس ﷺ نے تجویز فرما دی ہے۔ دیکھئے ایسی مختصر چیزوں پر جن میں نہ زیادہ مشقت ہے

نہ چلنا پھرنا ہے کتنے بڑے بڑے ثواب کا وعدہ ہے کتنی کم نصیبی ہوگی اگر ان کو وصول نہ کیا جائے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں مَیں نے حضور ﷺ سے عرض کیا' کوئی چیز مجھے تعلیم فرما دیجئے جس کے ذریعہ سے نماز میں دُعا کیا کروں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا **سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اَللّٰہُ اَکْبَرْ** ۱۰۔۱۰ مرتبہ پڑھ لیا کرو اور جو چاہے اس کے بعد دُعا کیا کرو' حق تعالیٰ شانہٗ اُس دُعا پر فرماتا ہے ہاں ہاں (میں نے قبول کی)۔ کتنے سہل اور معمولی الفاظ ہیں جن کو نہ یاد کرنا پڑتا ہے نہ ان میں کوئی محنت اٹھانی پڑتی ہے دن بھر ہم لوگ بکواس اور فضول کاموں میں گذار دیتے ہیں۔ اپنی مصروفیت کو جاری رکھتے ہوئے کاروباری انتظامات میں مشغول رہتے ہوئے اگر زبان سے ان تسبیحوں کو پڑھتے رہیں تو دُنیا کی کمائی کے ساتھ ہی آخرت کی کتنی بڑی دولت ہاتھ آ جائے۔

افضل کلمات :

حضرت سمرہ بن جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے افضل کلمات چار ہیں **سُبْحَانَ اللّٰہِ ' اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ' اَللّٰہُ اَکْبَرْ** (مسلم)

قرآن پاک کے الفاظ میں بھی یہ کلمے کثرت سے وارد ہوئے ہیں اور قرآن پاک میں ان کا حکم ان کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ عیدوں کو ان کلموں کے ساتھ مزین کیا کرو' یعنی عید کی زینت یہ ہے کہ ان کلموں کا کثرت سے وِرد کیا جائے۔

زیادہ نیکیاں :

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو صبح و شام کے وقت **سبحان اللہ وبحمدہ** سو مرتبہ پڑھ لیا کرے تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہ لائے گا اس کے سواء جو اسی طرح یا اس سے زیادہ پڑھا کرے۔ (مسلم' بخاری)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن نہ تو کوئی اس کے برابر نیکیاں لا سکے گا نہ اس سے زیادہ، ہاں جو کوئی اس کے برابر یہ کلمات پڑھ لیا کرے، وہ تو اس کے برابر نیکیاں لائے گا یا جو اس شخص سے زیادہ یہ کلمات پڑھ لیا کرے وہ اس سے زیادہ نیکیاں لائے گا مثلاً یہ شخص دوسو مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے اور کوئی دوسرا چارسو مرتبہ پڑھ لیا کرے۔

وزن میں بھاری :

(☆) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو کلمے زبان پر ہلکے اور ترازو میں بھاری، رحمٰن کو پیارے ہیں **سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم** (مسلم، بخاری)

سبحان الله وبحمد، سبحان الله العظيم یہ دونوں کلمے پڑھنے میں زبان پر بہت آسان ہیں مگر کل قیامت میں اُن کا وزن بہت زیادہ ہوگا کیونکہ ہمارے کام سے اللہ تعالیٰ کا نام وزنی ہے پھر خوبی یہ کہ اللہ تعالیٰ کو یہ کلمات بڑے پیارے ہیں لہذا جو ان کلمات کا وِرد کرے گا وہ بھی پیارا ہوگا اور اس کی زبان بھی پیاری ہوگی۔

یہ دو کلمے رب تعالیٰ کی دونوں قسم کی حمدوں کو علیٰ وجہ الکمال جامع ہے عیوب سے پاکی کا مکمل بیان **سبحان الله** میں ہے اور صفاتِ کمالیہ سے موصوف ہونے کا کامل بیان **وبحمده** میں ہے اسی لئے یہ کلمات بہت جامع ہیں اور رب تعالیٰ کو پیارے ہیں۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری کو ان ہی دو کلموں پر ختم فرمایا اور یہی حدیث کتاب کے ختم پر ذکر فرمائی ہے۔

(☆) ام المؤمنین جوریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اُن کے پاس سے گذرے جب کہ نمازِ فجر پڑھی وہ اپنی مسجد میں تھیں پھر دو پہر کے بعد واپس ہوئے وہ وہاں ہی بیٹھی تھیں، فرمایا: کیا تم اسی طرح بیٹھی ہو جیسے میں تمہیں چھوڑ گیا تھا؟ عرض کیا ہاں۔ تب حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے پیچھے چار کلمے تین دفعہ پڑھ لے، اگر

انھیں تمہارے تمام وظیفوں سے تولا جائے جو تم نے سارے دن میں پڑھے تو اُن پر بھاری ہو جائیں **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَعَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَتَهٗ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ** میں رب تعالیٰ کی ایسی تسبیح کرتا ہوں جو تمام مخلوق کے برابر ہو، اس کی رضا کا باعث ہو، اس کی عرش کی زینت ہو اور کلمات الٰہیہ کی جو روشنائی ہے اس کے برابر ہوں۔ (مسلم) یعنی حضور نبی کریم ﷺ بعد نمازِ فجر آپ کے دولت خانہ سے باہر تشریف لے گئے، اُس وقت ام المؤمنین جوریہ رضی اللہ عنہا مصلے پر بیٹھی ہوئی ذکر اللہ اور وظیفہ پڑھ رہی تھی۔ مسجد سے مراد مصلے ہے یعنی سجدہ گاہ یا وہ جگہ جو گھر میں نماز کے لئے خاص کر لی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نماز چاشت کے وقت (دوپہر کو) آپ کے پاس واپس آئے تو انھیں اسی مصلے پر اسی طرح بیٹھے دیکھا۔ اللہ اکبر ! یہ ہے ازواج پاک کا شوق عبادت۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد یہ وظیفہ پڑھ لیا جو عمل میں بہت ہلکا اور آسان ہے۔ اگر کل قیامت میں رب تعالیٰ میزان کے ایک پلّے میں تمہارا آج کا سارے دن کا یہ وظیفہ رکھے اور دوسرے پلّے میں ہمارے یہ کلمات رکھے تو ثواب میں یہ کلمات بڑھ جائیں گے۔ اس جامع تسبیح وحمد میں ساری چیزیں آ گئیں، کوئی چیز باقی نہ رہی لہذا یہ جامع وظیفہ ہے اس لئے اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔

فرشتہ کا اعلان : حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسی کوئی صبح نہیں جسے بندے پائیں مگر ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ پاک بادشاہ کی تسبیح پڑھ لو۔ (ترمذی) یعنی ہر صبح کو فرشتہ یہ آواز دیتا ہے کہ اس وقت تسبیح پڑھو یا آج دن بھر پڑھتے رہنا۔ چونکہ صبح کے وقت ہر مخلوق تسبیح کرتی ہے اس لئے خصوصیت سے انسانوں میں یہ اعلان ہوتا ہے کہ تم اشرف المخلوقات ہو، دوسری مخلوق سے پیچھے نہ رہو۔ نیز حضور نبی کریم ﷺ نے یہ نداء ہم تک پہنچا دی۔ اس لئے فرشتہ کا پکارنا رائیگاں نہ گیا۔

تسبیح کرنے سے مراد یا تو مطلقا کوئی تسبیح پڑھ لینا ہے یا یہ پڑھنا ہے **سبحان الملك القدوس** یا یہ پڑھنا ہے **سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة والروح** ۔ یا یہ پڑھنا ہے **سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم** (مرقات)

گنتی اور شمار سے زیادہ ثواب : حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک بی بی کے پاس گئے جن کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں ۔ تب حضور ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمھیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تم پر اس سے آسان بھی ہو اور بہتر بھی ۔ اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کی برابر جسے آسمان میں پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کے برابر جسے زمین میں پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کے برابر جو اُن کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کے برابر جسے وہ پیدا فرمانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے (اسی قدر) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں (اسی قدر) اور اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں (اسی قدر) اور اللہ تعالیٰ کے بغیر نہ قوت (اسی قدر) **سُبْحَانَ اللّٰہِ عدد ما خلق فی السمآء و سبحٰن اللہ عدد ما خلق فی الارض و سُبْحَانَ اللّٰہِ عدد ما بین ذلك و سُبْحَانَ اللّٰہِ عدد ما ھو خالق واللہ اکبر مثل ذلك وَالْحَمْدُ لِلّٰہ مثل ذلك وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مثل ذلك وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ مثل ذلك** (ترمذی' ابوداؤد)

حضرت ام المؤمنین جویرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تسبیحیں ان دانوں پر شمار کر رہی تھی ۔ یہ حدیث مروجہ تسبیح کی اصل ہے کہ بکھرے دانوں اور دھاگے میں پروئے ہوئے دانوں میں کوئی فرق نہیں ۔ حضور ﷺ نے یہ تسبیح کبھی استعمال نہ کی' آپ ہمیشہ اُنگلیوں پر شمار فرماتے تھے مگر ایک صحابیہ کو یہ کرتے دیکھا منع نہ فرمایا ۔ لہٰذا تسبیح صحابی کی سنت عملی ہے اور حضور ﷺ کی سنت سکوتی ۔ مرقات نے فرمایا جن لوگوں نے اس تسبیح کو بدعت کہا غلط کہا ۔

مشائخ فرماتے ہیں کہ تسبیح شیطان پر کوڑہ ہے حضرت جنید ولایت کی انتہاء پر پہنچکر بھی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی' جواب دیا کہ اسی کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچے ہیں۔ اُسے ہم کیسے چھوڑیں (مرقات) بعض بزرگ ختم آیت کریمہ کے لئے تھلیوں اور بوریوں میں بادام یا گٹھلیاں جمع کررکھتے ہیں' اُن کی اصل بھی یہ حدیث ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی تسبیح میری گنتی شمار سے وراء ہے کیونکہ آسمان وزمین کی یہ چیزیں میرے علم وادراک سے خارج ہیں۔ رب تعالیٰ کی عطائیں ہمارے شمار سے باہر ہیں تو اس کی تسبیح بھی ہمارے شمار سے باہر ہونا چاہیے۔ گذشتہ اور آئندہ مخلوقات کی بقدر **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** بھی کہتا ہوں اور اسی قدر **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** بھی اور اسی قدر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** بھی' اور اسی قدر **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** بھی۔ اس طرح یہ کلمات میرے پڑھنے میں تو ایک ہیں لیکن رب تعالیٰ کے فضل سے ثواب میں ان چیزوں کی تعداد کے برابر۔

پہاڑ کے برابر عمل کا ثواب : حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ روزانہ اُحد (جو مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کے برابر عمل کر لیا کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ' اس کی کون طاقت رکھتا ہے (کہ اتنے بڑے پہاڑ کے برابر عمل کرے) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر شخص طاقت رکھتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا' اس کی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا کہ **سُبْحَانَ اللّٰهِ** کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کا اُحد سے زیادہ ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** کا اُحد سے زیادہ ہے **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** کا اُحد سے زیادہ ہے (الکبیر) یعنی ان کلموں میں سے ہر کلمہ ایسا ہے جس کا ثواب اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد **سُبْحَانَ اللّٰهِ** ۳۳ مرتبہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** ۳۳ مرتبہ **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** ۳۳ مرتبہ

اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَاشَـرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَـــدِيْـــرٌ پڑھےاس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں خواہ اتنی کثرت سے ہوں جتنے سمندر کے جھاگ۔ (مشکوٰۃ، مسند احمد)

نمازوں کے بعد پڑھنے کے وظائف: حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے کہ چند پیچھے آنے والے (کلمات) ایسے ہیں جن کا کہنے والا نامُراد نہیں ہوتا وہ یہ ہیں کہ فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰهِ** ۳۳ مرتبہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** ۳۴ مرتبہ **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** (مسلم، مشکوٰۃ)

ان کلمات کو پیچھے آنے والے یا تو اس وجہ سے فرمایا کہ یہ نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں یا اس وجہ سے کہ گناہوں کے بعد پڑھنے سے ان کو دھونے اور مٹا دینے والے ہیں یا اس وجہ سے کہ یہ کلمات ایک دوسرے کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ہمیں نمازوں کے بعد ۳۳ مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰهِ** ۳۳ مرتبہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** اور ۳۴ مرتبہ **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** پڑھنے کا حکم کیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ حضور کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ واہ واہ پانچ چیزیں (اعمال نامے تولنے کی) ترازو میں کتنی زیادہ وزنی ہیں ' **بخ بخ خمس ما اثقلهن فى الميزان** ' **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** ' **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** ' **سُبْحَانَ اللّٰهِ** ' **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** اور وہ بچہ جو مرجائے اور باپ (اسی طرح ماں بھی) اس پر صبر کرے۔ (مسند احمد)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کسی کا بچہ مرجاتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کے بچہ کی رُوح نکال لی؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ نکال لی۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اس کے دل کے ٹکڑے کو لے لیا؟ وہ عرض کرتے ہیں بے شک لے لیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ پھر میرے بندے نے اس پر کیا کہا ؟ عرض کرتے ہیں تیری حمد کی اور

﴿ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَا جِعُوۡنَ** ﴾ پڑھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا اس کے بدلے میں جنت میں ایک گھر اس کے لئے بنا دو اور اس کا نام **بیت الحمد** (تعریف کا گھر) رکھو۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس سے بے حد راضی ہوتے ہیں کہ بندہ کوئی لقمہ کھائے یا پانی کا گھونٹ پئے اور اس پر **الحمدلله** کہے۔

افضل کلام : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کونسا کلام افضل ہے؟ فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے منتخب فرمایا **سبحان الله وبحمده** (مسلم) یعنی سارے فرشتے ہمیشہ یہ پڑھا کرتے **سبحان الله وبحمده** اسی لئے فرشتوں نے عرض کیا تھا ﴿ **نحن نسبح بحمدك ونقدس لك** ﴾ فرشتوں کا ہمیشہ یہ پڑھنا اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ہے نہ کہ اپنی رائے سے۔

قرآن کریم میں ہے ﴿ **لاعلم لنا الا ماعلمتنا** ﴾ یعنی یہ کلمات بہت افضل ہیں کیونکہ فرشتوں کا ذکر ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور انور ﷺ اُن فرشتوں کی عبادات کو بھی جانتے ہیں اور اُن کے حالات سے بھی خبردار ہیں جو آسمانوں میں رہتے ہیں عرشی ہوں یا کرسی والے۔ لہٰذا حضور انور ﷺ کو فرش والے انسانوں کے اعمال کی بھی یقیناً خبر ہے۔ دوسرے یہ کہ جو ورد وظیفے بزرگوں سے منقول ہوں وہ دوسرے وظیفوں سے افضل ہیں۔ دیکھو فرشتوں کے وظیفے کو افضل قرار دیا گیا ہے۔
(مرأۃ المناجیح۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ)

جنت میں درخت : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو **سبحان الله العظيم وبحمده** پڑھے اُس کے لئے جنت میں درخت بویا جائے گا۔ (ترمذی)

جنت کی بعض زمین تو میوے پھولوں کے درختوں سے بھری ہے بعض زمین خالی ہے

اس خالی زمین میں ہمارے نیک اعمال درختوں کی طرح نمودار ہوتے ہیں۔ یہاں اس خالی زمین کا ذکر ہے۔ جنت میں باغات تو ہیں مگر کھیت نہیں۔ کیونکہ کھیت میں دانے ہوتے ہیں جو غذا کے کام آتے ہیں۔ وہاں نہ بھوک ہے نہ غذا کی ضرورت۔ باغوں میں پھل پھول ہوتے ہیں جن سے لذت لی جاتی ہے تمام درختوں میں کھجور کا درخت بہت ہی مفید ولذیذ ہے اس لئے لاحول شریف سے درخت کھجور ہوتا ہے۔

وزن میں بھاری کلمات :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے **سبحان اللہ** کہنا بھرتا ہے ترازو کے آدھے پلڑے کو (یعنی نامہ اعمال کے ترازو کے پلڑے کو) اور **الحمد اللّٰہ** کہنا بھرتا ہے ساری ترازو کو اور **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے کوئی پردہ حائل نہیں ہے وہ سیدھا اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ (ترمذی)

میزان کی نیکی کا پلّہ آدھا **سبحان الله** سے بھر دے گا اور آدھا **الحمد لله** سے۔ یہ دونوں کلمے مل کر اسے پورا بھر دیں گے۔ **سبحان الله** سے مراد اللہ تعالیٰ کو تمام عیوب اور نقص سے پاک جاننا اور ماننا ہے۔ **الحمد لله** میں اُسے تمام کمالات سے موصوف ماننا ہے۔ **لاالہ الا اللہ** ان دونوں کلموں سے بھی افضل ہے۔ کلمہ طیبہ بہت جلد قبول ہوتا ہے براہ راست اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ جس قدر ہمارا اخلاص زیادہ اسی قدر کلمے کی قبولیت اعلیٰ۔

گناہوں کو جھاڑنے والے کلمات : حضرت انس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک خشک پتوں والے درخت سے گذرے تو اس میں اپنی لاٹھی شریف ماری، پتے جھڑ گئے۔ فرمایا **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** ، **سُبْحَانَ اللّٰہِ** اور **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** اور **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** بندے کے گناہوں کو یوں جھاڑ دیتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ گئے (ترمذی)

سبحان اللہ ! کیا نفیس تشبیہ ہے یعنی گناہوں میں گرفتار انسان سوکھے ہوئے درخت کی طرح ہے اور اس کے گناہ مثل پتوں کے' اور یہ کلمات گویا عصائے محبوبی ہیں جس سے وہ گناہ جھڑتے رہتے ہیں۔ اس میں صوفیانہ اشارہ اس جانب بھی ہے کہ یہ کلمات گناہوں سے اس وقت پاک کریں گے جب یہ کسی کامل کے ذریعہ کئے جائیں گے کیونکہ اگرچہ درخت میں لگی لاٹھی ہی تھی مگر حضور انور ﷺ کے مبارک ہاتھ سے۔

ہر تسبیح میں صدقہ ہے :

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر تسبیح میں صدقہ ہے اور ہر تکبیر میں صدقہ ہے اور ہر حمد میں صدقہ ہے اور ہر تہلیل میں صدقہ ہے اور ہر بھلائی کا حکم دینے میں صدقہ ہے اور بُرائی سے روکنے میں صدقہ ہے۔ (مسلم)

اس فرمان عالی شان سے معلوم ہوا کہ جو کوئی **سُبْحَانَ اللّٰہِ** یا **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** یا **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** یا **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کسی بھی طرح کہے' صدقہ نفلی کا ثواب پائے گا خواہ ذکر اللہ کی نیت سے کہے یا کسی حاجت کے لئے بطور وظیفہ یہ الفاظ پڑھے یا عجیب بات سن کر **سُبْحَانَ اللّٰہِ** وغیرہ کہے یا خوشی پاکر **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** پڑھے بہرحال ثواب ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا بہرحال عبادت ہے اگر کوئی شخص ٹھنڈک کے لیئے اعضائے وضو دھوئے تب بھی وضو ہو جائے گا کہ اس سے نماز جائز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا نام زبان کا وضو ہے۔

حج ادا کرنے' خیرات کرنے اور غلام آزاد کرنے کا ثواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے لئے صبح کو سو مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰہِ** پڑھے اور (۱۰۰) مرتبہ شام کو تو اس کی طرح ہوگا جو سو حج کرے اور جو صبح کو سو مرتبہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** پڑھے اور شام کو سو مرتبہ تو اس جیسا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سو گھوڑے خیرات کرے اور جو صبح کو سو مرتبہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** پڑھے اور سو مرتبہ شام کو تو اس کی طرح ہوگا جو اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے سو غلام

آزاد کرے اور جو صبح کو سو مرتبہ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھے اور شام کو سو مرتبہ تو کوئی اُس سے زیادہ نیکیاں اُس دن نہ کرے گا سواء اس کے جو اس کے جو اتنی مرتبہ ہی یہ کلمات کہہ لے یا اس سے زیادہ۔ (ترمذی)

تسبیح سے مراد حضور قلبی کے ساتھ تسبیح پڑھنا ہے۔ حج سے مراد وہ نفل حج ہیں جو غفلت سے کئے جائیں۔مطلب یہ ہے کہ حضور قلبی کے ساتھ آسان نیکی ٗ غفلت کے مشکل اعمال سے افضل ہوتی ہے۔خیال رہے کہ حج کا ثواب ملنا اور ہے حج کی ادا کچھ اور۔ یہاں ثواب کا ذکر ہے نہ کہ ادائے حج کا جیسے ڈاکٹرس کہتے ہیں کہ ایک گرم کئے ہوئے منقہ میں ایک روٹی کی طاقت ہے مگر پیٹ روٹی سے بھرتا ہے کوئی شخص صرف منقے کھا کر زندگی نہیں گذار سکتا۔۔واقعی ان تسبیحوں میں اتنا ہی ثواب ہے مگر نماز ٗ روزہ ٗ زکوٰۃ اور حج ادا کرنے ہی سے ہوں گے۔

جوار باجرے کے ایک دانہ سے پانچ سات بالیاں دے سکتا ہے جن کے دانے ہماری شمار میں نہیں ہوتے۔ وہ رب تسبیحوں پر اتنا ثواب بھی دے سکتا ہے۔ اس قسم کے ثواب کا وعدہ قرآن کریم میں بھی کیا گیا ہے۔رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ **مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ** ﴾ ۔۔یعنی جو لوگ راہ خدا میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں اُن کے خرچ کی مثال اس دانہ کی طرح ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں ہر بالی سے سو دانے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اس سے بھی کہیں زیادہ عطا فرمائیگا ۔ رب تعالیٰ کی دین ہمارے خیال سے وراء ہے اسے روکنے والا کون ہے۔

یہ حدیث تسبیح قادری کی اصل ہے سلسلہ قادریہ میں روزانہ صبح شام **سُبْحَانَ اللّٰہِ** سومرتبہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** سومرتبہ ٗ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** سومرتبہ ٗ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** سومرتبہ پڑھا جاتا ہے یہ وظیفہ اس حدیث سے لیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ فقراء مہاجرین جمع ہو کر حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ

یہ مال دار سارے بلند درجے لے اڑے اور ہمیشہ کی رہنے والی نعمت انھیں کے حصہ میں آ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ عرض کیا کہ نماز روزہ میں تو یہ ہمارے شریک کہ ہم بھی کرتے ہیں یہ بھی۔ اور مال دار ہونے کی وجہ سے یہ لوگ صدقہ کرتے ہیں، غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم ان چیزوں سے عاجز ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ تم اس پر عمل کر کے اپنے سے پہلوں کو پکڑ لو اور بعد والوں سے بھی آگے بڑھے رہو، اور کوئی شخص تم سے اس وقت تک افضل نہ ہو جب تک ان ہی اعمال کو نہ کر لے ۔۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ضرور بتا دیجیے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد **سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ** ۳۳، ۳۳ اور ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو اور ان حضرات نے شروع کر دیا مگر اس زمانہ کے مال دار بھی اسی نمونہ کے تھے انھوں نے بھی معلوم ہونے پر شروع کر دیا تو فقراء دوبارہ حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سُن لیا اور وہ بھی یہی کرنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اس کو کون روک سکتا ہے۔ (مسلم، بخاری شریف)

سیدنا نوح علیہ السلام کی وصیت : حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں اور اس خیال سے کہ بھول نہ جاؤ، نہایت مختصر کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ دو کام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور دو کاموں سے روکتا ہوں۔ جن دو کاموں کے کرنے کی وصیت کرتا ہوں وہ دونوں ایسے ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ ان سے نہایت خوش ہوتا ہے ان دونوں کاموں کی اللہ تعالیٰ کے یہاں رسائی (اور مقبولیت) بھی بہت زیادہ ہے ان دو میں سے ایک **لاالٰہ الا اللہ** ہے کہ اگر تمام آسمان ایک حلقہ ہو جائیں تو بھی یہ پاک کلمہ ان کو توڑ کر آسمان پر جائے بغیر نہ رہے اور اگر تمام آسمان و زمین کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے میں یہ پاک کلمہ ہو تب بھی وہی پلڑا جھک جائے گا۔ اور دوسرا کام جو کرنا ہے وہ **سبحان اللہ وبحمدہٖ** کا

پڑھنا ہے کہ یہ کلمہ ساری مخلوق کی عبادت ہے اور اسی کی برکت سے تمام مخلوق کو روزی دی جاتی ہے کوئی بھی چیز مخلوق میں ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم لوگ ان کا کلام سمجھتے نہیں ہو اور جن دو چیزوں سے منع کرتا ہوں وہ شرک اور تکبر ہے کہ ان دونوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے حجاب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نیک مخلوق سے حجاب ہو جاتا ہے۔

تسبیحات سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

شہزادی کونین خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے مقدس ہاتھوں سے محنت ومشقت سے گھر کے سارے کام خود انجام دیتی تھیں۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مشورہ دیا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ باندیاں اور غلام آئے ہیں' حضور رحمتہ للعالمین ﷺ سے ایک باندی مانگ لیں' کام میں آسانی اور سہولت ہوگی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کی خدمت بابرکت میں معروضہ پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپکی لخت جگر فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) گھر کے سارے کام اپنے ہاتھوں سے خود کرتی ہیں چکّی پیستی ہیں پانی مشکیزہ میں بھر کے وزن اُٹھا کر لاتی ہیں' ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں' سینے پر رسّی کے نشان بن گئے' جھاڑو دینے کی وجہ سے کپڑے بھی گرد آلود ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک باندی آپ کی شہزادی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت کے لئے مل جائے تو کام میں آسانی اور سہولت ہوگی۔ سرکار رسالت حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اللہ عزوجل سے ڈرتی رہو' فرائض کی پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کے کام بھی اپنے ہاتھوں ہی کرتی رہو اور جب تھک کر سونے کا ارادہ ہو تو **سُبْحَانَ اللّٰہِ** ۳۳ مرتبہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** ۳۳ مرتبہ اور **اَللّٰہُ اَکْبَرْ** ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ تمھارے لئے باندی سے بہتر ہے۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی۔ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے راضی ہوں۔ (ابوداؤد)
سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا کردہ یہی وظیفہ نمازوں کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

حضرت ملاّ علی قاری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے جوتسبیحات پڑھنے کی تعلیم فرمائی ہے اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ سوتے وقت ان تسبیحات کے پڑھنے سے تھکن دور ہونے کے ساتھ ساتھ کام کاج کرنے کی قوت بھی بڑھ جاتی ہے اور فرماتے ہیں یہ عمل مجرب ہے (یعنی تجربہ سے ثابت ہے)

اللہ تعالیٰ کا ذکر سننے والوں کی بھی بخشش ہوگی

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں ذکر اللہ کرنے والوں کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں پھر جب کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آؤ' چنانچہ وہ فرشتے اُن ذاکرین کو اپنے پَروں میں ڈھانپ لیتے ہیں آسمان دُنیا تک ہوجاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ تو علیم وخبیر ہے مگر اُن سے پوچھتا ہے کہ میرے وہ بندے کیا کہتے تھے؟ عرض کرتے ہیں کہ تیری تسبیح وتکبیر حمد اور تیری بزرگی بیان کررہے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں' تیری قسم انھوں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری بہت عبادت کریں اور تیری بہت بڑائی بولیں اور تیری بہت ہی تسبیح کریں **يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك** ۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے وہ مانگتے کیا تھے؟ عرض کرتے ہیں' تجھ سے جنت مانگ رہے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں یارب تیری قسم نہیں دیکھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت دیکھ لیں تو کیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو اس کے بہت حریص اور بہت طلبگار اور اس میں بہت راغب ہوجائیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ وہ عرض کرتے ہیں آگ سے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے' کیا انھوں نے آگ دیکھی ہے۔عرض کرتے ہیں یارب تیری قسم نہیں دیکھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے

اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو کیا ہو؟ عرض کرتے ہیں اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو اس سے بہت بھاگیں' اس سے بہت ڈریں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُن سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اُن میں فلاں بھی تھا جو ذکر کرنے والوں میں سے نہ تھا وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا اور وہاں بیٹھ گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذاکرین ایسے ہمنشین ہیں کہ اُن کے ساتھ بیٹھ جانے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ (بخاری شریف)

مجلس والوں کو تو ذکر کی وجہ سے بخش دیا اور اس گزرنے والے کو اُن اچھوں کی صحبت کی برکت سے بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ**﴾ (التوبہ/ ۱۱۸) اے ایمان والوں ! تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو (اللہ سے ڈرو) اور سچوں کے ساتھ رہو۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ نیک صحبت ساری عبادات سے افضل ہے۔ صحابہ کرام سارے جہان کے اولیاء سے اس لئے افضل ہیں کہ وہ سید المرسلین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحبت یافتہ ہیں۔ اولیاء کی صحبت کی برکت سے اصحابِ کہف کا کتا بھی بہتر ہو گیا۔

مرقات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرو' اگر نہ ہو سکے تو اللہ کے پاس رہنے والوں کی صحبت کرو۔ حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی کیا ہے جس کی طبیعت شریعت اسلامی کی پابند نہ ہو۔۔ یہ نعمت بجز اولیاء کاملین کی صحبت کے نصیب نہیں ہوسکتی۔ مقبول بندے کی نگاہ ایک آن میں زنگ آلود دِل کو صاف کرکے اس پر صیقل کردیتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی نظر سے برسوں کے مجرم جادوگر مومن صحابی صابر اور شہید ہو گئے۔ حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ایک نظر سے چور قطب ہو گئے اس لئے صوفیاء فرماتے ہیں:

ایک زمانہ صحبتِ با اولیاء ۔۔۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ایک زمانہ صحبتِ با انبیاء ۔۔۔ بہتر از ہزار سالہ طاعت بے ریا
ایک زمانہ صحبتِ با مصطفیٰ ۔۔۔ بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

جنت کے درختوں پر تسبیح :

روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ شب معراج میں ہماری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ انھوں نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ اپنی امت کو میرا سلام فرمادیں اور انھیں بتادیں کہ جنت کی زمین بہت زرخیز ہے وہاں کا پانی بہت شیریں ہے جنت میں سفید زمین بہت ہے وہاں کے درخت یہ کلمات ادا کرتے ہیں۔ اللہ پاک ہے، اسی کی تعریف ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاَلْحَمْدُ لِلّٰه وَلآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ واَللّٰهُ اَكْبَرْ** (ترمذی)

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے خصوصی ملاقات چھٹے آسمان پر ہوئی اور یہ گفتگو وہاں ہوئی۔ عمومی ملاقات تو سارے انبیاء سے بیت المقدس میں ہو چکی تھی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بعد وفات میں ایک دوسرے سے بھی ملتے ہیں، اور زندہ مقبول بندوں سے بھی، دوسرے یہ کہ وہ حضرات زندوں کا سلام سنتے بھی ہیں اور انھیں سلام کہلواتے بھی ہیں، تیسرے یہ کہ وفات یافتہ بندوں کو اور جو ابھی پیدا نہ ہوئے ہوں ان کو بھی سلام کہلوانا جائز ہے جب کہ اُن کو پہنچ سکے۔ ابراہیم علیہ السلام نے قیامت تک کے مسلمانوں کو سلام کہلوایا جو حضور ﷺ کے ذریعہ ہم لوگوں تک پہنچ گیا۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ خرقان پہنچے تو لوگوں کو خبر دی کہ اس سرزمین میں سو برس کے بعد خواجہ ابوالحسن خرقانی پیدا ہوں گے جو اُنھیں پائے میرا سلام پہنچائے۔ صحابہ کرام قریب الوفات صحابہ سے فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہمارا سلام عرض کرنا، چوتھے یہ کہ ہمیں بھی چاہئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا کریں کہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے۔

جنت کی بعض زمین درختوں سے بھری ہوئی ہے اور وہ درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہیں

اسی حصہ میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رکھا گیا تھا اور بعض زمین سفید ہے جس میں تمھارے وظیفوں واعمال سے درخت لگیں گے جب تم یہاں آؤ گے تو دونوں قسم کے باغ پاؤ گے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا **سُبۡحَانَ اللّٰهِ** ساری مخلوق کی عبادت ہے اور **اَلۡحَمۡدُ لِلّٰه** کلمہ شکر ہے اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** اخلاص کا کلمہ ہے اور **اَللّٰهُ اَكۡبَرُ** آسمان وزمین کے درمیان کی فضا بھر دیتا ہے اور جب بندہ کہتا **لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِا للّٰهِ** تو رب تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ مطیع ہو گیا اور اپنے کو میرے سپرد کر دیا۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ وان اعمل صالحا ترضٰه واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیك وانی من المسلمین۔ سبحانك اللهم وبحمدك لیلا ونهارا ٭ سرا وجهارا۔ والصلوٰة والسلام علیٰ نور عرشك وعروس مملکتك کثیرا کثیرا۔

صلوٰۃ التسبیح

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ (اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص سے پاک ہے اور سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا ہے۔ نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے اور نہیں ہے نیکی کی قوت مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے)۔

یہ تسبیحات نہایت ہی اہم اور دین و دُنیا میں کارآمد اور مفید ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کے اہتمام اور فضیلت کی وجہ سے ایک خاص نماز کی ترغیب بھی فرمائی ہے جو صلوٰۃ التسبیح (تسبیح کی نماز) کے نام سے مشہور ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ یہی کلمات صلوٰۃ التسبیح میں ۳۰۰ مرتبہ پڑھے جاتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات باقی رہنے والی نیکیاں ہیں اور گناہوں و خطاؤں کو اس طرح جھاڑ دیتی ہیں جیسے درخت موسم خزاں میں اپنے پتّے جھاڑ دیتا ہے یہ کلمات جنّت کے خزانوں میں سے ہیں۔

جو شخص ان کلمات کو پڑھتا ہے تو ان کلمات پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جو پڑھنے والے کے لئے مغفرت کی دُعا کرتا ہے اور ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کے حضور حمد و ثنا کے تحفہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ جس شخص نے ان کو پابندی کے ساتھ پڑھا اُس نے اپنے ہاتھ خیر و برکت سے بھر لئے۔

سُبْحَانَ اللّٰه کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰه کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔

لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰه کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹادی جاتی ہیں۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ صدق دل سے کہنے سے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہے اور تیس بُرائیاں مٹائی جاتی ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے چچا! کیا میں آپ کو ایسے دس تحفے نہ عطا کروں، دس نعمتیں نہ دے دوں، دس عطیے نہ بخش دوں (یعنی دس باتیں نہ بتلا دوں) کہ جب آپ اُن پر عمل کر لیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، پرانے، نئے، قصداً سہواً، چھوٹے، بڑے، پوشیدہ، علانیہ کئے ہوئے سب گناہ معاف فرما دے۔ اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی، اور فرمایا کہ اس نماز کے پڑھنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس نماز کو روزانہ پڑھو اور اگر ہر روز نہ پڑھ سکو تو ہر جمعہ ایک مرتبہ، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک مرتبہ اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو سال میں ایک مرتبہ اور اگر سال میں ایک مرتبہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ پڑھو۔ اس نفل نماز کا ثواب بے انتہاء ہے اور بے شمار دینی و دنیوی برکات کے حصول کا سبب ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی)

حضور نبی کریم ﷺ نے نہایت اہتمام اور شفقت سے اس نماز کی تعلیم فرمائی ہے۔
حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بہت سے علماء سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی ہے۔ علمائے اُمت، محدثین، فقہاء، صوفیہ ہر زمانہ میں اس کا اہتمام فرماتے رہے ہیں۔
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تبع تابعین کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک مقتدا حضرات اس پر مداومت کرتے اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں۔ جن میں حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اُستادوں کے اُستاد ہیں
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو معتمد تابعی ہیں اس نماز کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

روزانہ جب ظہر کی اذان ہوتی تو مسجد میں جاتے اور جماعت کے وقت تک اس کو پڑھ لیا کرتے۔ حضرت عبدالعزیز ابی رواد رضی اللہ عنہ جو حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کے بھی اُستاد ہیں، بڑے عابد، زاہد، متقی لوگوں میں ہیں، کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرے اُس کو ضروری ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے۔ حضرت ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ کے لئے صلوٰۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ علامہ تقی سُبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نماز بڑی اہم ہے۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر جمعہ کو صلوٰۃ التسبیح پڑھا کرتے تھے۔

شبِ معراج، شبِ براَتِ شبِ قدر، یوم عرفہ، یوم عاشورہ اور دیگر مقدس راتوں میں صلوٰۃ التسبیح کا پڑھنا یقیناً فائدہ مند ہوگا۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ :

چار رکعت صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھ کر تکبیر تحریمہ (**اَلـلّٰهُ اَكْبَرْ**) کہے اور ثناء پڑھے، پھر پندرہ بار **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِـاللّٰـهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** پڑھیں، پھر تعوذ، تسمیہ، سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے، پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار تسبیح کہے اور رکوع سے سَر اُٹھائے اور **سَـمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ** اور **رَبَّـنَا لَكَ الْحَمْدُ** کہنے کے بعد دس بار تسبیح کہے پھر سجدے کو جائے اور اس میں دس بار تسبیح کہے، پھر سجدے سے سَر اُٹھا کر دس بار تسبیح کہے، پھر سجدے کو جائے اور اس میں دس بار تسبیح پڑھے۔ اسی طرح چار رکعت پڑھے، ہر رکعت میں پچھتر (۷۵) بار تسبیح اور چاروں رکعت میں تین سو (۳۰۰) ہوئیں۔ (خیال رہے کہ یہ تسبیح تشہد میں نہیں پڑھی جائے گی) رکوع و سجود میں **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ** اور **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہنے کے بعد یہ تسبیحات پڑھے (نظام شریعت، بہار شریعت)

پہلی رکعت :	سورہ فاتحہ پڑھنے سے پہلے	۱۵ مرتبہ تسبیح پڑھیں
	رکوع سے پہلے	۱۰
	رکوع میں	۱۰
	رکوع سے سَر اُٹھانے کے بعد	۱۰
	پہلے سجدہ میں	۱۰
	پہلے سجدہ سے سَر اُٹھانے کے بعد	۱۰
	دوسرے سجدہ میں	۱۰

	پہلی رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵
	دوسری رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵
	تیسری رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵
	چوتھی رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵

	چار رکعات کی جملہ تسبیحات	۳۰۰
		=====

مسئلہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کونسی سورت پڑھی جائے؟ فرمایا۔ سورہَ **تَکَاثُرُ ، وَالْعَصْرِ ، قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ**
(نظام شریعت)

مسئلہ: اس نماز کا اوقات مکروہہ کے علاوہ باقی دن رات کے تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے البتہ زوال کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے پھر دن میں کسی وقت، پھر رات کو۔
مسئلہ: ان تسبیحوں کو زبان سے ہرگز نہ گنے کہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اُنگلیوں کو بند کر کے گننا چاہیے۔

مسئلہ : اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اُس کو پورا کر لے' البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اُٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے۔ اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے بلکہ صرف ان کی ہی تسبیح پڑھے اور ان کے بعد جو رکن ہو اُس میں بھولی ہوئی بھی پڑھ لے' مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تو ان کو پہلے سجدہ میں پڑھ لے' اسی طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں' اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھ لے اور اگر رہ جائے تو آخری قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر سجدہ سہو کسی وجہ سے پیش آ جائے تو اس میں تسبیح نہیں پڑھنا چاہئے' اس لئے کہ مقدار تین سو ہے وہ پوری ہو چکی ہے' ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہی ہو تو سجدہ سہو میں پڑھ لے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے اعمال' اخلاص اور عبادات کو قبولیت عطا فرمائے۔
آمین بجاہ سید المرسلین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِیْن
وَصَل اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمّدٍ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

مناجات

(امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ)

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو　　جب پڑے مشکل شہ مشکل کُشا کا ساتھ ہو
یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو　　شادیِ دیدارِ حُسنِ مصطفٰے کا ساتھ ہو
یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات　　اُن کے پیارے مُنہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر　　اَمن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے　　صاحبِ کوثر شہِ جُود وعَطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر　　سیّدِ بے سایہ کے ظِلّ لِوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن　　دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھُلنے لگیں　　عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں　　ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رُلائے　　چشمِ گریانِ شفیعِ مُرتجٰے کا ساتھ ہو
یا الٰہی رنگ لائیں جب میری بیباکیاں　　ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پُل صِراط　　آفتابِ ہاشمی نُورُ الہُدیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے　　رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جو دُعائیں نیک ہم تجھ سے کریں　　قُدسیوں کے لب سے آمین ربّنا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اُٹھائے　　دَولتِ بیدار عشقِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

مخدوم الملت سید المتکلمین حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ العزیز

معارف القرآن (ترجمہ قرآن مجید)	/۱۰۰	تفسیر اشرفی	/۱۰۰	حیات غوث العالم	/۳۰
رسول اکرم ﷺ کے تشریعی اختیارات	/۲۰	فرش پر عرش	/۴۰		

تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین سلطان المشائخ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

الاربعین الاشرفی	/۱۰۰	حقیقتِ نماز	/۲۰	دین کامل	/۲۰
نظریہ ختم نبوت اور تحذیر الناس	/۲۰	محبت رسول شرط ایمان	/۲۰	عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	/۲۰
اسلام کا نظریہ عبادت اور مودودی صاحب	/۴۰	النبی الامی ﷺ	/۲۰	حقیقتِ نماز	/۲۰
اسلام کا تصورالہ اور مودودی صاحب	۴۰	فضیلت رسول ﷺ	/۲۰	اتباع نبوی ﷺ	/۲۰
دین اور اقامت دین	/۵۵	رحمت عالم ﷺ	/۲۰	تفسیر سورۂ والضحیٰ	/۲۰
تعظیم آثارِ مبارک و تبرکات	/۲۰	عرفانِ اولیاء	/۱۵	معراجِ عبدیت	/۲۰
محبت اہلبیت رسول ﷺ	/۲۰	غیر اللہ سے مدد !	/۲۰	ایمانِ کامل	/۲۰
حقیقت نور محمدی ﷺ	/۲۰	فریضہ دعوت و تبلیغ	/۲۰	حدیث نیت کی محققانہ تشریح	/۳۰
تعلیم دین و تصدیق جبرئیل امین	/۳۰	رسولِ خلائق	/۲۰	دِلوں کا چین	/۲۰

مَلکُ التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شرح اسماء الحسنٰی باری تعالیٰ عزوجل	/۱۰۰	حقیقتِ توحید	/۱۷۰	سنی بہشتی زیور اشرفی	/۱۲۰
فضائل لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه	/۲۵	حقیقتِ شرک	/۵۰	امہات المؤمنین	/۸۰
شیطانی وساوس کا قرآنی علاج	/۳۰	اللہ تعالیٰ کی کبریائی	/۳۰	حضور ﷺ کی صاحبزادیاں	/۳۵
استخارہ (مشکلات سے چھٹکارہ)	/۸	شانِ مصطفیٰ ﷺ	/۱۰۰	عورتوں کا حج وعمرہ	/۴۰
قوتِ حافظہ اور امتحان میں کامیابی	/۸	سُنّت و بدعت	/۲۵	گناہ اور عذاب الٰہی	/۲۰
ضدی اور نافرمان اولاد کا علاج	/۸	اسلامی نام	/۱۵	مغفرت الٰہی بوسیلۃ النبی ﷺ	/۲۵
نورانی راتیں (نمازیں اور دُعائیں)	/۱۰	سیدالانبیاء ﷺ	/۲۰	عبدیت مصطفیٰ ﷺ	/۲۵
شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج	/۸	اطاعتِ رسول	/۱۰۰	مظہر ذات ذوالجلال	/۶۰
بسم اللہ کے حیرت انگیز فوائد	/۸	حمد الٰہی	/۳۰	معارف اسم 'محمدؐ' ﷺ	/۲۰
عذابِ قبر سے نجات	/۸	تسبیح الٰہی	/۲۰	شہادتِ توحید ورسالت	/۲۵
آیت الکرسی کے روحانی برکات	/۸	برکاتِ توحید	/۵۰	قصص المنافقین من آیات القرآن	/۱۵۰
بلاؤں کا علاج	/۸	توبہ واستغفار	/۲۰	ویڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال	/۱۵
وظیفہ آیت کریمہ حل المشکلات	/۸	قرآنی علاج	/۸	تبلیغی جماعت کی ایکسرے رپورٹ	/۲۰
رُوحانی علاج	/۱۰	مقدمات میں کامیابی	/۸	جماعت اسلامی اور شیعہ مذہب	/۱۵
میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ	/۸	فاتحہ سے علاج	/۸	جماعت اہلحدیث کا فریب	/۱۰
آیاتِ رزق	/۸	آیاتِ حفاظت	/۸	اہلحدیث اور شیعہ مذہب	/۱۵
نظرِ بد کا توڑ	/۸	قرض سے چھٹکارہ	/۸	جماعت اہلحدیث کا نیا دین	/۲۵
کرامات غوث اعظم رضی اللہ عنہ	/۵۰	رقت انگیز دُعائیں	/۸	نصابِ اہلسنت	۲۰۰

مکتبہ انوار المصطفیٰ 6/75-2-23 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

اسلام کا نظریہ الٰہ اور مودودی صاحب : دین اور اقامتِ دین

اسلام کا نظریہ عبادت اور مودودی صاحب

حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کی معرکۃ الاراء تصانیف

جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے ایک کتاب 'قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں' تالیف کی ہے جس میں الہٰ' رب' عبادت اور دین کو قرآن کی بنیادی اصطلاحیں قرار دیتے ہوئے اُن کا ایک اور نیا مفہوم پیش فرمایا ہے۔ تفسیر بالرائے کی بنیادی غلطی کرتے ہوئے مودودی صاحب نے تحریف قرآنی کے شیعی عقیدہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ حضور شیخ الاسلام کے مندرجہ بالا تینوں کتابوں کے اندر پیش کردہ اعلیٰ معیارِ تحقیق' شرح وتوضیح کا اچھوتا اور دل پذیر انداز اور مطمئن کردینے والے طریقِ استدلال سے جہاں حضرت مصنف کے تبحرِ علم' اسلامی علوم کے مختلف شعبوں پر وسیع وعمیق نظر اور سلف سے کامل طور پر علمی واعتقادی وابستگی کا پتہ چلتا ہے وہیں مودودی صاحب کی اصل حقیقت بے نقاب ہوجاتی ہے اور یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین پر بے محابا تنقید کرنے والا انسان خود علمی اعتبار سے کتنا کوتاہ قد ہے۔

شیعوں کے گیارہ اعتراضات : صاحبِ ضیاء القرآن حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ نے روافض کی طرف سے اُٹھائے گئے گیارہ سوالات کا تحقیقی والزامی جواب دیا ہے۔ ' شیعیات' پر ایک معلوماتی کتاب۔

علی مرتضیٰ اور خلفائے راشدین : حضرت محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ نے اسلام کے نظامِ سیاست پر بحث کی ہے۔ کتاب میں ایسے واقعات بھی ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ' خلفائے ثلاثہ کے معتمد علیہ مشیر اور اُن کی مجلسِ مشاورت کے رکن رکین رہے۔ اس کے علاوہ آپ کو اقوالِ علی سے ایسے نمونے بھی ملیں گے جن سے حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دل میں غایت احترام وعقیدت کا پتہ چلے گا۔

امام حسین اور یزید : حضرت محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ کے قلم کا شاہکار۔۔ حامیان یزید کے سامنے یزید کا حقیقی چہرہ بے نقاب کردیا گیا ہے۔ یزیدی فتنہ کے خلاف مبارک قلمی جہاد۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

ملک التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصانیف

حصولِ قربِ الٰہی اور رُوحانی ترقی کے مجرب وتریاق وظائف

شرح اسماء الحسنیٰ (رُوحانی علاج مع وظائف)

اللہ تعالیٰ کے صفات وافعال بہت ہیں اس لئے اُس کے نام بھی بہت ہیں' نیز اُس کے بندوں کی حاجتیں بھی بہت ہیں کہ بندہ جو حاجت لے کر آئے اسی نام سے اُسے پکارے۔ بیمار پکارے **یاشافی الامراض** ۔گنہگار پکارے **یاغفار**' بدکار پکارے **یاستار** وغیرہ۔ دُعا کی قبولیت کے لئے اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ ناموں سے دُعا مانگے۔ یہی سب سے بڑی عبادت ہے اور امید ہے کہ اسی وسیلہ سے اللہ تعالیٰ دُعا قبول فرمائے گا۔ مشتملات کتاب : اسم اعظم کی فضیلت ۔ وظیفہ آیت کریمہ ۔ اسمائے حسنیٰ باری تعالیٰ عزوجل مع خواص اور فوائد ۔ قرآنی سورتوں کے فضائل وبرکات ۔ دُعائے جمیلہ' دُعائے حاجات' جن بھوت بھگانے اور آسیب دور کرنے کا مجرب عمل ۔ درود تاج ۔ وظائف لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ شیطانی اثرات اور وسوسوں سے محفوظ رہنے کا وظیفہ۔ توبہ واستغفار کے ذریعہ اثرات شیطانی سے حفاظت ۔ مناجات

خصائص برکات فضائل کمالات ومعارف

إسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور انور ﷺ کا نامِ مبارک بھی آپ کے ہر وصف کی طرح معجزہ اور رب تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے حضور ﷺ کا نام رب تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے پہلے رکھ دیا کہ آدم علیہ السلام نے یہ نام عرش کی بلندی پر لکھا پایا' نوح علیہ السلام کی کشتی اسی نام کی برکت سے مکمل ہوئی' عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمانے میں فرمایا **اسمه' احمد** ۔ انبیاء کرام نے حضور ﷺ کے نام کی طفیل سے دعائیں کیں ۔'محمد' وہ جس کی تعریف کے بعد تعریف اور توصیف پر توصیف ہوتی رہے جس کی تعریف کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔ تعریف' خوبی اور کمال کی ہوتی ہے حضور ﷺ کی ذات تو حسنات کا منبع ومرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی ابتداء بھی اپنی حمد سے کی' اس لئے کہ اس مادہ حمد سے محمد بنتا ہے' اس مادہ حمد سے احمد بنتا ہے' اس مادہ حمد سے حامد بنتا ہے' اسی مادہ حمد سے محمود بنتا ہے تاکہ جب کوئی ﴿ **الحمد لله رب العالمين** ﴾ کہے تو ساتھ ہی خیالِ محمد بھی آجائے تاکہ حمد کرنے سے معراجِ انسانیت کی ابتداء ہو اور نامِ محمد پہ اس کی تکمیل ہو۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد (9848576230)